إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر: غلام نبی

ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ ۱

تار کا پتہ: الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عے — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۹۶ | ۲۶ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

متفرق اعلانات ص۲
ضروریات سلسلہ کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک ص۳
حضرت مسیح موعود کا موثر کلام ص۴
احمدیت کے اصول (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر قصور) ص۵
صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیماری، اپریشن اور بعد کے حالات ص۹
نظارتوں کے اعلانات ص۱۰
اشتہارات ص۱۱
خبریں ص۱۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت کو یاد رکھو

"ایک شخص نے عرض کی۔ کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا" موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دُنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے۔ اس کی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دُنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندر طول امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو۔ اور کشتی غرق ہونے لگے۔ تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہ گاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے۔ اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ بدی کی طرف اپنے خیالات دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۷ء)

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۰ فروری ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج رات پیچش کی شکایت رہی۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ جلد صحت عطا فرمائے۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کا رہتک سے گوجرانوالہ تبادلہ ہو گیا ہے۔ آپ ۷ فروری کو یہاں تشریف لائے۔ اور ۱۲ کو گوجرانوالہ روانہ ہو جائیں گے۔

۷ فروری کو بعد نماز مغرب اچھوتوں کے پنڈورہ میں زیر صدارت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی بزم احمد کا تبلیغی جلسہ ہوا جس میں اسلام کی صداقت اور اچھوت اقوام سے ہمدردی پر تقریریں کی گئیں۔

بابو عزیز الدین صاحب جو لنڈن میں اپنا کاروبار کرتے ہیں اور تبلیغی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔ ۱۰ فروری قادیان پہنچے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجٹ ۳۵-۱۹۳۴ء کے متعلق ضروری اعلان

کل جماعتوں کو فارم بجٹ مطبوعہ دفتر بیت المال بھیجے جاچکے ہیں۔ تاکہ سال ۳۵-۱۹۳۴ء کا بجٹ باقاعدہ تیار کر کے قبل از ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء بھیجدیں۔ اگرچہ دوستوں کی توجہ خاص طور پر اس کی طرف مبذول کرائی گئی تھی۔ کہ نئے بجٹوں کا وقت پر پہونچ جانا ضروری ہے کیونکہ یہ اشد ضروری ہے۔ کہ آمد اور خرچ کے بجٹ مجلس مشاورت سے پہلے جو ۳۰۔ مارچ کو ہونے والی ہے۔ تیار ہوکر مجلس میں پیش ہو جائے۔ مگر ابھی تک بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ فرمائی ہے۔ اگر کام کی یہی رفتار رہی۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مجلس مشاورت سے پہلے بجٹ کس طرح تیار ہوسکے گا۔ عہدہ داران مرکزی کو سمت ضروری ہے کہ عہدہ داران مقامی اُن کی اور اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کریں۔ اور بجٹ مکمل کر کے وقت پر بھیجیں۔ اس لئے بعد یاددہانی یہ دوبارہ یاد کرائی جاتی ہے۔ کہ جن سیکرٹری صاحبان نے ابھی تک بجٹ آمد امسال نہ بنائے ہوں۔ وہ بہت جلد اپنے بجٹ مکمل کر کے بھیجدیں۔ بجٹوں کی تکمیل کے متعلق عہدہ داران مقامی اس امر کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ اُن کا فرض ہے کہ مندرجہ ذیل شقوں میں سے ہر فرد جماعت کے متعلق ہر شق کو ضرور پورا کریں:۔

۱۔ یہ کہ جس قدر دوست جماعت میں شامل ہیں ان کے نام بجٹ میں ضرور درج کریں۔ اور جو بھی اُن کی صحیح اور سالانہ آمد ہو۔ وہ درج کریں۔ اس پر پورا پورا شرح چندہ لگائیں۔ اور اس کی وصولی کے ذمہ وار ہوں:۔

۲۔ اگر کوئی دوست کسی وجہ سے پورا چندہ نہ دے سکیں۔ تو ان کی درخواستیں تخفیف یا معافی کی لیکر بجٹ کے ساتھ بھیجدیں۔ پہلی درخواستیں ۳۳-۱۹۳۲ء کے متعلق تھیں۔ نئے بجٹ کے لئے نئی درخواستیں آنی ضروری ہیں:۔

۳۔ اگر کوئی ایسے احمدی کہلانے والے ہوں۔ جو نہ تو چندہ باشرح دینا منظور کریں۔ اور نہ درخواست دیں۔ اور اس طرح نظام جماعت کے متعلق استکبار کا طریق اختیار کریں۔ تو جماعت مقامی کے اجلاس میں ایسے اشخاص کے متعلق غور کرنے کے بعد اُن کے مفصل حالات اور جماعت کی رائے سے مرکز کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مناسب حکم کے لئے پیش کئے جائیں:۔

ناظر بیت المال۔ قادیان

"غلام احمد کی جے"

دیکھ "طغیانی"۔ "زلازل" پے بہ پے
اور "قیامت خیز منظر" بھی تو ہے
قوتِ اِدراک باقی ہے۔ تو کہہ
اُس جری اللہ "غلام احمد کی جے"

محمد حسین خان۔ ضابط از ڈگشائی۔

پندرہ جنوری کے زلزلہ کے متعلق ایک نہایت اہم مضمون

زلزلہ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق ایک ہینڈ بل بتسلسل ندائے ایمان نمبر ۵ حسب ہدایت و ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جناب صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بوجہ اس کے کہ آپ کا اس پیشگوئی سے ایک تعلق ہے۔ تیار فرمارہے ہیں۔ یہ ہینڈبل مختلف زبانوں میں شائع کیا جائے گا۔ مگر یہ صرف انہی جماعتوں کو بھیجوں گا۔ جن کی طرف سے سابقہ ندائے ایمان۔ اور ٹریکٹس کی قیمتیں وصول ہوچکی ہیں۔ اس لئے مقامی کارکنانِ تبلیغ جماعت ہائے احمدیہ سابقہ رقوم وصول کر کے جس قدر جلد ہوسکے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کو بھیجدیں۔ ورنہ نئے ٹریکٹ سابقہ قیمتوں کی وصولی کے لئے وی۔پی کئے جائیں گے:۔

یہ ٹریکٹ نہایت ہی اہم ہے۔ اور امید ہے۔ کہ جماعتیں بوجہ عدم ادائیگی رقوم کے اس کی اشاعت کے ثواب سے محروم نہ رہیں گی۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

ایک مخلص احمدی کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست

کرماڈہ علاقہ پونچھ میں ایک مخلص احمدی فوت ہوگئے ہیں۔ انہوں نے وصیت کی تھی۔ کہ غیر احمدی ہرگز نہ اٹھائیں۔ اور نہ پڑھیں۔ اور شہر پونچھ کی جماعت احمدیہ کو اطلاع دینا۔ اگر وہ بھی نہ آئے۔ تو میری نعش کو میری زمین میں دفن کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور اطلاع دعائے مغفرت کے لئے دینا۔ اس کے بعد وہ مسجد میں گر گئے۔ اور جان دیدی۔ ان کا نام خیر احمد خان تھا۔ جماعت احمدیہ پونچھ کے احباب اطلاع ملنے پر گاؤں میں گئے۔ اور جاکر تجہیز و تکفین کی۔ احباب اس مخلص بھائی کے لئے خاص طور پر دُعائے مغفرت کریں:۔

کتاب "البشریٰ" کے متعلق

بابو منظور الٰہی صاحب کے اعلان کی حقیقت

بابو صاحب نے البشریٰ کے اغلاط کتابت و ترجمہ کی ذمہ داری اپنے اوپر سے ہٹانے کے لئے پیغام ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۴ء میں ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ "جن علماء قادیان نے یہ مسودات دیکھے اور تصحیح کی یعنی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مدرسہ احمدیہ۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی احمد اللہ صاحب مہاجر۔ ان میں بعض کو اعراب۔ ترجمہ اور تصحیح کی اُجرت بھی دی۔ ... اس لئے اس کتابت کی اغلاط کی ذمہ داری زیادہ تر علماء قادیان کے سر پر ہے جنہوں نے باوجود اُجرت لینے کے کام کو دیانت داری سے نہ کیا"۔

میں اس کے متعلق اس قدر بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ بابو صاحب علم عربی سے محض کورے ہیں اور باوجود اس کے چاہتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور رویا اور کشوف کو مرتب کرنے کا کارنامہ انہی کی طرف منسوب ہو۔ اس لئے انہوں نے کسی احمدی عالم کی مستقل امداد حاصل نہ کی۔ بلکہ بعض علماء کو جن سے ان کو زیادہ تعارف تھا۔ جہاں پایا۔ مسودہ کا کوئی حصہ سرسری طور پر سُنا دیا۔ انہوں نے اسی طرح البشریٰ کے مسودہ کا کچھ حصہ مجھے سنایا تھا۔ مگر میں نے نہ تو سارا مسودہ یا اس کا کوئی معتدبہ حصہ دیکھا۔ یا سُنا۔ نہ ہی میں نے اس کی کاپی یا پروف کی تصحیح کی۔ اور نہ ہی میں نے بابو صاحب سے یا کسی اور سے یا کسی اور کی طرف سے کسی صورت میں کوئی اُجرت یا کوئی معاوضہ لیا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ انہوں نے اس مسودہ کا کونسا حصہ مجھے سنایا تھا۔ ہاں ایک روز دفتر تشحیذ میں انہوں نے اس مسودہ کا کوئی حصہ مجھے سنایا یا دکھایا تھا۔ افسوس ہے۔ بابو صاحب نے گول مول الفاظ میں اعلان کر کے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنی نااہلیت اور بے احتیاطی کا بار دوسروں کے سر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ جس وقت انہوں نے کتاب شائع کی اس وقت تو قادیانی اور لاہوری کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ کیونکہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ بابو صاحب احمدیہ بلڈنگس میں ہی سکونت رکھتے تھے۔ جہاں بعد میں غیر مبائعین کا اڈا قائم ہوا۔ وہاں کے کسی "عالم" سے جن میں وہ دن رات رہتے تھے۔ ان کا امداد نہ حاصل کر سکنا بتاتا ہے کہ وہ اس قسم کی امداد دینے کی اہلیت نہ رکھتے تھے۔ جو بابو صاحب نے علماء قادیان سے حاصل کی۔ اس کا بدلا اب وہ یہ دے رہے ہیں۔ کہ جن فروگذاشتوں کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ وہ علماء پر ڈال رہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کسی اور کو کسی قسم کا معاوضہ دیا۔ لیکن اگر کچھ دیا۔ تو خود بھی کتاب فروخت کر کے تاجرانہ رنگ میں نفع اٹھایا۔ اور یہی ان کی غرض تھی۔ ورنہ جس کام کی ان میں اہلیت ہی نہ تھی۔ اس کے کرنے کی ذمہ داری کیوں اپنے اوپر لی۔

(خاکسار محمد اسمٰعیل۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۹۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروریاتِ سلسلہ کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک

صاحبِ وسعت احبابِ جماعت کیلئے ثوابِ عظیم حاصل کرنے کا موقع

مالی مشکلات

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سلسلۂ احمدیہ کی مالی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے مخلصینِ جماعت کو مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور ہر احمدی جماعت کو اپنا مقررہ سالانہ بجٹ پورا کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اکثر جماعتیں اس بارے میں اپنا فرض محسوس کرکے کوشش کر رہی ہیں۔ کہ مالی سال کے خاتمہ تک جس کی میعاد ۳۰۔ اپریل تک ہے اپنا بجٹ پورا کر دیں۔ اور اپنے ذمہ کوئی بقایا نہ رہنے دیں۔ دُعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی ہمت میں برکت دے اور ان کے ارادہ کو کامیابی بخشے ؂

فوری ضرورت

لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اس وقت سلسلہ پر قرض کا جو بار ہے۔ اور جس کی وجہ سے نہ صرف نہایت اہم اور ضروری کاموں کے سرانجام پانے میں مشکلات درپیش ہیں۔ بلکہ ذمہ وار کارکنوں کو نہایت تکلیف دہ پریشانی کا سامنا ہے۔ اور ان کا بہت سا وقت سلسلہ کی اہم خدمات سرانجام دینے کی بجائے ضروریات کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کی فکر اور تردد میں صرف ہوتا ہے۔ اس کے دور کرنے کے لئے کوئی فوری صورت اختیار کی جائے ؂

ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک

اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظوری سے یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے ان اصحاب سے جنہیں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے مالی وسعت عطا فرمائی ہے ساٹھ ہزار روپے کی رقم بطور قرض حاصل کی جائے۔ اس کارِ خیر میں حصہ لینے والے اصحاب کم از کم ایک سو کی رقم دیں۔ اور جنہیں خدا تعالےٰ نے اس سے زیادہ دینے کی استطاعت بخشی ہے۔ وہ جس قدر زیادہ رقم دینا چاہیں۔ پورے سینکڑوں کے حساب سے دیں۔ اور اس طرح ساٹھ ہزار کی رقم فراہم کی جائے۔ یہ کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امورِ عامہ کے سپرد فرمایا ہے۔ اور وُہ اس وقت تک بعض احباب کو زبانی یا بذریعہ خطوط اس طریق سے سلسلہ کی خدمت کرکے ثواب حاصل کرنے پر آمادہ کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ جماعت کا ہر فرد اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ اگر وُہ کسی تحریک سے متعلق مجوزہ شرائط پورے کر سکے تو اسے اس میں شریک ہونے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ اس لئے ساٹھ ہزار کے قرض کی تحریک کو اخبار کے ذریعہ جماعت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ جو دوست چاہیں۔ اس میں شمولیت اختیار کرکے سلسلہ کی مالی مشکلات کو حل کرنے کا ثواب حاصل کر سکیں ؂

قرض کی تحریک کرنے کی وجہ

ہر شخص جانتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے تمام دنیا ایسی مالی۔ اور اقتصادی مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے۔ کہ بڑی بڑی حکومتیں بھی چیخ اٹھی ہیں۔ اور وُہ اپنا کاروبار چلانے اور ملک کا انتظام قائم رکھنے کے لئے قرض کا بوجھ اٹھانے کے لئے مجبور ہو چکی ہیں۔ جب ایسی حکومتوں کے لئے جن کی آمدنی کے ذرائع نہایت ہی وسیع ہیں۔ اور جو طاقت اور قوت کے ذریعہ اپنے محاصل وصول کرنے پر قادر ہیں۔ قرض حاصل کرنے کے سوا چارہ نہیں رہا۔ تو جماعت احمدیہ جو ایک طرف تو نہایت ہی چھوٹی سی جماعت ہے۔ جس کا بہت بڑا حصہ غرباء پر مشتمل ہے۔ اور دُوسری طرف وُہ خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت وحفاظت کے لئے اپنے اموال اس فراخی اور وسعت کے ساتھ صرف کر رہی ہے۔ جس کی مثال صفحۂ عالم میں نہیں مل سکتی۔ اس کے لئے ساٹھ ہزار کی معمولی سی رقم بطور قرض حاصل کرنے کی تحریک کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس پر تعجب کیا جائے۔ اور جسے غیر معمولی سمجھا جائے۔

چندۂ خاص کی تحریک نہ کرنے کی وجہ

خدا تعالےٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے جماعت احمدیہ کو جو اخلاص اور ایثار عطا کیا ہے۔ اور جس کے ثبوت وُہ بارہا پیش کر چکی ہے۔ اسے پیشِ نظر رکھتے ہُوئے یہ رقم قرض کی بجائے بطور چندہ خاص بھی فراہم ہو سکتی تھی۔ اور جماعت احمدیہ گزشتہ کئی سالوں میں چندۂ خاص کی تحریک پر اپنے ایثار کا نہایت قابلِ فخر نمونہ پیش کر چکی ہے۔ لیکن اب کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے عام مالی مشکلات کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے یہ پسند نہیں فرمایا۔ کہ چندہ خاص کی تحریک کرکے ان مخلصین پر مزید بار ڈالا جائے جو یہ تو پسند کریں گے۔ کہ خواہ انہیں کتنی بھی تکلیف اُٹھانی پڑے۔ اسے بخوشی برداشت کر لیں۔ مگر یہ گوارا نہ کریں گے۔ کہ اشاعت و حفاظتِ دین کے لئے چندۂ خاص کی جو تحریک کی جائے۔ اس میں شریک نہ ہوں۔ حضور نے اس کی بجائے جماعت کے ذی استطاعت اصحاب سے ایک معمولی سی رقم حاصل کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور وُہ بھی بطور قرض۔ جس کا ایک مقررہ میعاد تک ادا کرنا لازمی ہوگا۔

ادائیگی قرض کی صُورت

چنانچہ اس قرض کی ادائیگی کے لئے یہ صورت اختیار کی جائے گی۔ کہ یکم مئی ۱۹۳۴ء سے شروع کرکے ہر مہینہ میں ڈیڑھ ہزار روپیہ اس قرض کی واپسی کے لئے مخصوص کر دیا جایا کرے گا۔ اور بذریعہ قرعہ اندازی جس دوست یا جن دوستوں کے نام نکلیں گے۔ ان کو دے دیا جائے گا۔ جن اصحاب کی ڈیڑھ ہزار سے زیادہ رقم اس قرض میں شامل ہوگی۔ ان کے نام ڈیڑھ ہزار روپیہ کا قرعہ نکل آنے کے بعد بھی اس وقت تک قرعہ اندازی میں شامل کئے جائیں گے جب تک ان کی ساری رقم ادا نہ ہو جائے۔ اور جو اصحاب ڈیڑھ ہزار سے کم رقم دیں گے۔ ان کے نام دوسرے دوستوں کے ناموں کے ساتھ ملا کر ڈیڑھ ہزار روپیہ کے لاٹ بنا دیئے جائیں گے۔ اور اس لاٹ کے نام قرعہ نکلنے پر ان سب کو یکدم روپیہ دے دیا جائیگا اس طریق سے اڑھائی سال کے عرصہ میں انشاء اللہ ۴۵ ہزار کی رقم ادا کر دی جائے گی۔ اور باقی پندرہ ہزار کے متعلق بھی ایسا انتظام کیا جائے گا۔ کہ اسی اڑھائی سال کے مقررہ عرصہ کے اندر اندر احباب کو واپس کر دی جائے۔ گویا ساٹھ ہزار قرض کی رقم جس کے متعلق اعلان کیا جا رہا ہے۔ صرف اڑھائی سال کے عرصہ تک کے لئے لی جائے گی۔ اور ہر دوست کو جو اس میں شریک ہونگے۔ زیادہ سے زیادہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک ان کی ساری رقم واپس مل جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اور جن دوستوں کے نام قرعہ اندازی میں نکلتے آئیں گے۔ انہیں اس مقررہ میعاد سے پہلے بھی اپنی رقوم مل جائیں گی۔ مگر باوجود اس کے وُہ اپنی نیت کے لحاظ سے اسی ثواب کے مستحق ہونگے۔ جو اڑھائی سال کے عرصہ کے لئے قرض دینے والوں کو حاصل ہوگا۔ اگر کوئی دوست بڑی رقم دے سکیں۔ اور پھر قسط وار واپس لے سکیں۔ تو ان کے لئے ادائیگی رقم کے متعلق خاص انتظام بھی کر دیا جائیگا۔ اور ان کی رقم کی ادائیگی قرعہ پر نہ رکھی جائیگی ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقررہ میعاد کے اندر قرض کی واپسی لازمی ہوگی

مقررہ عرصہ تک رقوم کی ادائیگی اس قدر یقینی اور لازمی رکھی گئی ہے۔ کہ بعض ایسے اصحاب جنہوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ وہ اپنی رقوم بطور قرض نہیں۔ بلکہ بطور چندہ دیتے ہیں۔ یعنی وہ جو رقم اس مد میں دیں گے۔ اسے واپس نہیں لیں گے۔ انہیں کہدیا گیا ہے کہ اس قسم کی کوئی رقم اس مد میں داخل نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ ہر رقم کے متعلق یہ لازمی شرط ہوگی۔ کہ دینے والے صاحب کو واپس ادا کی جائے۔ اور وہ اسے وصول کریں۔ پس جو اصحاب قرض کی اس تحریک میں شریک ہوکر ثواب حاصل کرنا چاہیں۔ وہ یہ بات نوٹ کرلیں۔ کہ جتنی رقم دیں گے۔ اسے مقررہ میعاد کے اندر اندر ان کی خدمت میں واپس کردیا جائے گا۔ اس طرح انہیں ایک تو اپنی پوری رقم وصول ہوجائے گی۔ اور دوسرے تنگی اور مشکلات کے وقت خدا کے لئے اپنا مال دینے کی وجہ سے بہت بڑے اجر کے مستحق ہونگے ؂

ایسی صورت میں وہ دوست جو کم از کم ایک سو روپیہ فراہم کرسکتے ہوں۔ انہیں ضرور اس کارِ خیر میں شمولیت اختیار کرنی چاہیئے۔ اور اس سے زیادہ دینے کی جنہیں خدا تعالےٰ نے مقدرت دی ہو۔ وہ زیادہ دینے سے دریغ نہ کریں۔ بظاہر یہ ایسی ہی صورت ہے۔ جیسا کہ ڈاکخانہ کے سیونگ بنک میں روپیہ جمع کرادیا جائے۔ جو زیادہ سے زیادہ اڑھائی سال کے عرصہ میں اور بعض اصحاب کو جن کے نام قرعہ میں نکل آئیں۔ اس سے بھی کم۔ بلکہ بہت کم عرصہ میں واپس مل جائے گا۔ لیکن ان کے اس ایثار کی وجہ سے سلسلہ کی مالی مشکلات کے دور ہونے میں جو مدد ملے گی۔ وہ ان کے لئے بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگی ؂

قرض کیونکر ادا ہوگا؟

اس قرض کی واپسی کے متعلق ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جب سلسلہ کی مالی مشکلات کی وجہ سے قرض لیا جارہا ہے۔ تو پھر اس کی ادائیگی کے لئے کس طرح رقم مہیا ہوسکے گی۔ اور کیونکر اڑھائی سال کے عرصہ میں سارا قرض بے باق کیا جاسکے گا۔ اس کے متعلق اول تو یہ گزارش ہے۔ کہ جب سلسلہ احمدیہ کا ایک ذمہ وار ادارہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ ایک ذمہ وار کارکن ناظر صاحب امور عامہ یہ حتمی وعدہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک تمام اصحاب کی رقوم ادا کردیں گے۔ تو وہ اس بارے میں اپنی ذمہ واری کو پورا پورا احساس رکھتے ہوئے یہ وعدہ کررہے ہیں۔ وہ انشاء اللہ اسے ضرور پورا کریں گے۔ اور مرکز ایفائے وعدہ کے لئے ان کی پوری امداد کرے گا۔ پھر سالِ رواں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے ماتحت تشخیص چندہ اور وصولی کے متعلق جو انتظام کیا گیا ہے۔ باوجود اس کے کہ نیا نیا ہونے کی وجہ سے وہ مکمل نہیں۔ اور اس کی تکمیل کے لئے بہت کچھ کرنا ابھی باقی ہے پھر بھی گزشتہ مالی سال کی نسبت سالِ حال کی آمد میں نمایاں زیادتی ہے۔ اس انتظام کو مکمل بنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نظارت بیت المال کے اعلےٰ عملہ میں اضافہ فرمادیا ہے۔ تاکہ وہ وصولی چندہ کی پورے طور پر نگرانی کرے۔ اور آمد کے ذرائع سوچے۔ پس اس انتظام کے ماتحت خدا تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ آمدنی میں کافی اضافہ ہوجائے گا۔ اور قرض کی رقم کا ادا ہونا کچھ بھی مشکل نہ ہوگا ؂

روپیہ جلد سے جلد بھیجا جائے

غرض اس تھوڑے سے عرصہ کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو رقم رکھی گئی ہے۔ احبابِ جماعت کو چاہیئے۔ کہ فوراً اسے پورا کردیں۔ اور کم از کم سو روپیہ اور زیادہ جتنا کوئی دینا چاہیں۔ جلد سے جلد خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ کے نام ارسال فرمادیں۔ اس کی باقاعدہ رسید صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ان کی خدمت میں ارسال کردی جائے گی۔ اس مالی تنگی کے زمانہ میں حکومتیں جب کئی کئی کروڑ روپیہ قرض کا اعلان کرتی ہیں۔ تو وہ آناً فاناً جمع ہوجاتا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ کہ حکومت برطانیہ نے جب بہت بڑے قرضہ کا اعلان کیا۔ تو وہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں جمع ہوگیا۔ اور حکومت کو اعلان کرنا پڑا۔ کہ اب اس قرضہ میں کوئی رقم وصول نہ کی جائے گی ؂

خدا کے لئے مال دینے والوں کا اجر

حکومتوں سے کافی سود حاصل ہونے کی وجہ سے فوراً قرض دے دیا جاتا ہے۔ لیکن سود وہ چیز ہے جس کے متعلق یمحق اللہ الربٰو کا ارشاد الٰہی موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ سود کو مٹاتا ہے اور سودی لین دین کرنے والوں کو اپنے فضلوں سے محروم کرکے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں دین کی خاطر دینے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضٰعفہ لہٗ ولہٗ اجر کریم۔ یعنی جو کوئی اللہ کو قرض دے اچھا قرض۔ اللہ اس کے مال کو بڑھائے گا۔ اور اس کے لئے باعزت اجر ہے۔ اس سے ہر ایک مومن سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے دین کی خاطر اس کے قرض دینے میں اور سود کی خاطر کسی حکومت کو قرض دینے میں کتنا بڑا فرق ہے۔ سود سود خواروں کے لئے اس دنیا میں بھی تباہی و بربادی کا موجب بنتا ہے۔ اور آخرت میں بھی خدا تعالےٰ کی ناراضی اور اس کے عذاب کا باعث ٹھیرتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کے دین کی حفاظت و اشاعت کے رستہ میں جو مشکلات ہوں۔ ان کے دور کرنے کے لئے جو مال دیا جاتا ہے خدا تعالےٰ اس میں خاص طور پر برکت ڈالتا ہے۔ اسے بڑھاتا ہے۔ اور پھر اس کی وجہ سے اجر کریم عطا کرتا ہے ؂

یہ اتنا بڑا انعام ہے۔ کہ اس کے مقابلہ میں سود تو الگ رہا۔ ساری دنیا کے اموال بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ پس جماعت احمدیہ کے جن اصحاب کو خدا تعالےٰ نے مالی وسعت عطا کی ہے۔ اور جو کم از کم ایک سو روپیہ اور زیادہ جتنا دے سکیں۔ وہ فوراً تحریک قرضہ میں بھیجدیں۔ اس کارِ خیر کے بدلے خدا تعالےٰ جہاں ان کے اموال میں برکت عطا کرے گا۔ وہاں انہیں اجر کریم بھی بخشے گا۔ نیز ان کی اصل رقم بھی مقررہ میعاد کے اندر اندر انہیں وصول ہوجائے گی ؂

یہ تحریک اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلی تحریک ہے۔ اور جماعت کے مخلصین کو اسے فوری طور پر کامیاب بنانے میں پوری سرگرمی اور اخلاص سے کام لینا چاہیئے۔ تاکہ جن مشکلات کی وجہ سے یہ تحریک کی گئی ہے۔ وہ دور ہوسکیں۔ اور سلسلہ کا کاروبار عمدگی سے چلتا رہے ؂

حضرت مسیح موعودؑ کا مؤثر کلام

خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں ایسا اثر و جذب رکھا ہے۔ کہ لوگوں کے قلوب میں گھر کرتا چلا جارہا ہے حتےٰ کہ سخت مخالف اور معاند بھی اس میں ایسی خوبی دیکھتے۔ اور اسے ایسا مؤثر پاتے ہیں۔ کہ اپنی کسی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے اسے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "تنظیم اہلحدیث" (یکم فروری) نے "اتحاد باہمی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں مسلمانوں کو "امم ماضیہ سے بہترین امت" بتاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسب ذیل شعر پیش کیا ہے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے فخرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پھر اسلام کو تمام ادیان سے برتر و اعلےٰ ظاہر کرنے کے لئے ذیل کا شعر درج کیا ہے:۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

اسی طرح قرآن کریم کے کامل اور بے نظیر ہونے کے متعلق یہ شعر لکھا ہے:۔

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

غور کے قابل بات یہ ہے۔ کہ جس انسان کے کلام کو دنیا کے سامنے پیش کرکے یہ ثابت کیا جاتا ہو۔ کہ دیکھو مسلمانؐ امم ماضیہ سے بہترین امت" ہیں۔ اسلام تمام مذاہب سے کامل۔ اور اعلےٰ مذہب ہے۔ اور قرآن کریم تمام الہامی کتب کے مقابلہ میں یکتا کتاب ہے۔ اس کے فدائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور شیدائے اسلام اور عاشق کلام الٰہی ماننے میں کیا عذر پیش کیا جاسکتا ہے ؂

احمدیت کے اصول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآراء تقریر بمقام قصور

۲۵ر جنوری ۲½ بجے شام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر بمقام قصور فرمائی

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یسبح للہ مافی السموٰت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم

آج کا مضمون احمدیت کے اصول کے متعلق ہے۔ سلسلہ احمدیہ کوئی نیا مذہب یا کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ اس سلسلہ کے بانی نے لکھا ہے

اس سلسلہ کی غرض

احیاء اسلام۔ اشاعت اسلام۔ قیام اسلام اور تائید اسلام ہے۔ اور اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی کا یہ امید رکھنا کہ سلسلہ احمدیہ کوئی ایسی بات پیش کرے۔ جو اس زمانہ سے پہلے دنیا میں موجود نہ تھی

ایک غلط امید اور آرزو

ہوگی۔ جس سلسلہ کی بنیاد ہی اس عقیدہ پر ہے۔ کہ اسلام کو اس کی صحیح صورت میں اور اسی صورت میں کہ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے پیش کیا تھا۔ جس صورت میں کہ قرآن کریم نے اسے بتایا ہے۔ دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اس کے

دعوے کی صداقت

اس امر پر مبنی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ کون سی نئی سچائیاں پیش کرتا ہے بلکہ اس امر میں ہے۔ کہ وہ ایک شوشہ میں بھی حقیقی اسلام سے انحراف نہیں کرتا۔ جب ایک مصوّر زید یا بکر کی تصویر کھینچتا ہے۔ تو اس کا کمال اس میں نہیں۔ کہ زید کے ناک کی بجائے اور رنگ کا ناک بنا دے۔ خواہ وہ اصل سے خوبصورت ہی کیوں نہ ہو۔ یا اصل سے مختلف ماتھا بنا دے۔ فرض کرو زید کا ماتھا اچھا نہیں۔ لیکن اگر مصوّر تصویر میں زیادہ خوبصورت ماتھا بنا دیتا ہے۔ تو ہر عقلمند کہے گا۔ کہ یہ مصوّر اچھا نہیں۔

مصوّر کا کمال

اسی میں ہے۔ کہ اگر اصل کا ماتھا خوبصورت ہے۔ تو اسی قسم کا تصویر میں ظاہر کرے۔ اور اگر بدصورت ہے۔ تو ویسی ہی بدصورتی تصویر میں دکھائے۔

پس سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے مطابق اس کی صداقت اس امر پر ہے۔ کہ وہ

ہو بہو اسلام کا نقشہ

پیش کرے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ دنیا اسے اچھا سمجھتی ہے یا برا۔ فیصلہ بعد میں ہوگا

اصل چیز

یہی ہے۔ اور اس کا دعوے تبھی درست ثابت ہوگا۔ جب وہی چیز پیش کرے۔ جو قرآن کریم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیش کی ہے۔ پس سب سے پہلے میرے مضمون کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے۔ کہ یہ سلسلہ کسی نئی بات کے پیش کرنے کا مدعی نہیں۔ بلکہ

صحیح اسلام پیش کرنے کا مدعی

ہے۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس نے ایسا کر دیا ہے یا نہیں۔

میں نے قرآن کریم کی تین آیات پڑھی ہیں۔ جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم اور آپ کی

بعثت کا مقصد

بیان کیا گیا ہے۔ اس کی تشریح کرنے کے بعد میں بتاؤں گا۔ کہ سلسلہ احمدیہ نے اسے پورا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے بندے تو اس کلام کے پڑھنے سے پہلے کہو۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنیوالا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اس کے بعد فرمایا یسبح للہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض۔ دنیا میں جدھر نگاہ ڈالو۔ آسمانی طاقتیں بھی اور زمینی بھی یہ امر ثابت کر رہی ہیں۔ کہ ان کا پیدا کرنے والا

ہر عیب سے پاک

اور مبرا ہے۔ الملک القدوس العزیز الحکیم۔ وہ ملک یعنی بادشاہ ہے۔ القدوس

تمام پاکیزیوں کا جامع

ہے۔ یعنے صرف عیوب سے ہی مبرا نہیں۔ بلکہ ہر قسم کی خوبیاں بھی اپنے اندر رکھتا ہے العزیز غالب ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ الحکیم اس کی

تمام باتیں حکمت پر مبنی

ہیں۔ تو انہی چار صفات کو تم دنیا میں جلوہ گر دیکھو گے۔ ایک خدا کی ملکیت۔ ایک قدوسیت یعنے پاکیزگی۔ ایک غلبہ یعنے ہر چیز اس کے حکم کے نیچے چل رہی ہے۔ اور ایک حکمت یہ

چار باتیں

ہیں۔ جو ہر جگہ نظر آئیں گی لیکن ہر آنکھ بینا نہیں ہوتی۔ اور ہر عقل رسا نہیں ہوتی۔ ہر ذہن حقیقت کو سمجھنے والا نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ

سمجھانے کے لئے کوئی استاد

بھی ہو۔ اس لئے فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم وہی خدا ہے الملک القدوس العزیز الحکیم جس نے امی لوگوں میں یعنے ان لوگوں میں جو صداقتوں سے بالکل بے بہرہ تھے۔ اپنا ایک رسول بھیجا۔ وہ باہر سے نہیں آیا۔ کہ تم کہہ سکو کہیں سے سیکھ کر آیا ہے۔ بلکہ وہ انہی میں سے تھا۔ جیسے یہ امی تھے۔ ویسا ہی وہ تھا۔ اس نے کسی اور جگہ زندگی بسر نہیں کی۔ کہ کہا جا سکے۔ وہ کہیں سے علوم و فنون سیکھ کر آیا ہے۔ یہ لوگ اس کی

زندگی کے ہر لمحہ سے واقف

ہیں۔ اور جانتے ہیں۔ کہ اس نے کسی سے سبق نہیں پڑھا۔ باہر سے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ بلکہ وہ انہی میں سے ایک ہے۔ وہ کیا کرتا ہے فرمایا۔ یتلوا علیھم اٰیاتہ وہاں پہلے ملک فرمایا تھا۔ اور یہاں اس کے مقابل میں یتلوا علیھم اٰیاتہ فرمایا یعنے وہ

اللہ تعالےٰ کی بادشاہت

ثابت کرتا ہے۔ بادشاہ اسے کہتے ہیں جس کی باقاعدہ حکومت ہو۔ فوج انتظام کرنے کے لئے اور پولیس مجرموں کو پکڑنے کیلئے موجود ہو۔ بدمعاشوں کی سزایابی اور مقدمات کے تصفیہ کے لئے عدالتیں ہوں جس کا سکہ رواں ہو۔ یا پرانے زمانہ میں بادشاہ کی یہ نشانی سمجھی جاتی تھی۔ کہ جس کی مہر دنیا میں رائج ہو۔ جس کا تاج و تخت ہو۔ غرضیکہ بادشاہت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اپنی چار صفات بیان کی ہیں۔ اور ان کے ثبوت کے لئے ہم نے یہ ذریعہ مہیا کیا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا ہے۔ جو ان چاروں صفات کو دنیا میں ظاہر کرتا ہے۔

پہلی صفت

الملک بیان کی تھی۔ اس کے متعلق فرمایا رسول کا کام یہ ہے۔ کہ یتلوا علیھم اٰیاتہ یہ وہ دلائل سناتا ہے۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ دنیا کا کوئی بادشاہ ہے

دوسری صفت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

القدوس پیش کی تھی۔ اس کے مقابل رسول کا کام یہ بتایا۔ ویزکیہم کہ دنیا کو پاک کرتا ہے۔ عالم کی علامت کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ وہ دوسروں کو پڑھاتا ہے۔ اور دوسرے لوگ اس کے ذریعہ عالم ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی

قدوسیت کا ثبوت

یہ ہے۔ کہ اس کی طرف سے آنے والے دنیا کو پاک کرتے ہیں محمد رسول اللہ گندے لوگوں کو لیتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں آکر وہ پاک ہو جاتے ہیں۔ تیسری صفت عزیز یعنے غالب ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ میں ہے۔ وہ صرف نام کا مالک نہیں۔ بلکہ اس کی ملوکیت ہمیشہ جاری ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ دیا۔ کہ ویعلمھم الکتاب وہ دنیا میں

خدا کے قانون

اور اس کی شریعت کو رائج کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قانون کو دنیا میں نافذ کر کے اس کی عزیزیت ثابت کرتا ہے۔ محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر دنیا میں الٰہی قانون کو رائج کیا۔ اور اس طرح بتا دیا۔ کہ خدا عزیز ہے۔ چوتھی چیز الحکیم ہے۔ اس کی کوئی بات

حکمت سے خالی نہیں

اس کے مقابل رسول کا کام یہ بتایا۔ کہ یعلمہم الکتاب والحکمۃ یہ ہر بات جو وہ کہتا ہے۔ اس کی حکمت بھی ساتھ ہی بیان کر دیتا ہے۔ دنیوی بادشاہ ایسا نہیں کرتے۔ وہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ بس ہمارا حکم ہے ایسا ہو۔ وجہ کوئی نہیں بیان کرتے۔ لیکن اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کرتا حالانکہ دنیا کے بادشاہوں کی اس کے مقابل میں کوئی ہستی ہی نہیں لیکن وہ کہتے ہیں۔ ہمارے سامنے کون بول سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ وہ

انسان کی عقل پر حکومت

کرتا ہے۔ زبردستی نہیں کرتا۔ اور خدا کے حکیم ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ محمد ہر شعبۂ زندگی کے متعلق تعلیم دیتا ہے۔ مگر اس کا مقصد اس کی غرض خوبیاں اور فوائد ساتھ بیان کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی چار صفات کے مقابل چار کام بیان فرمائے۔ مگر یہ کام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی آکر بیان نہیں فرمائے بلکہ قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کام پہلے سے چلے آتے ہیں۔

مکہ کی تجدید

کے موقعہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ کہ ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ یعنے اے میرے رب میں نے اپنی اولاد یہاں لاکر بسائی ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ جس وقت اس قوم میں جہالت پیدا ہو جائے۔ اور یہ نور کے محتاج ہوں۔ تو ان میں سے ہی ان کے لئے رسول بھیجو۔ جو ان کو تیری آیات اور نشانات سنائے۔ تیری شریعت سکھائے۔ احکام شریعت کی حکمت بتائے۔ اور انہیں پاک کرے۔ گویا یہی چار باتیں ہیں۔ جو مانگی گئی تھیں۔ جو ان چار صفات یعنے ملکیت۔ قدوسیت۔ عزیزیت اور حکیمیت کا اظہار ہے۔ اور یہ چار کام تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر کئے۔ پہلا کام یتلوا علیہم ایاتہ ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ

صفت ملکیت کے اظہار کے لئے

ہے۔ کوئی بادشاہ ہونا چاہیئے۔ اور اس میں کہ بادشاہ ہے بہت بڑا فرق ہے۔ اگر کسی ملک کا کوئی باقاعدہ نظام نہ ہو۔ آئین نہ ہو۔ تنازعات کے فیصلہ کے لئے عدالتیں نہ ہوں۔ فوج نہ ہو۔ پولیس نہ ہو۔ اور ایک شخص دلائل دیتا جائے۔ کہ بادشاہ ضرور ہونا چاہیئے۔ تو سننے والا یہی کہے گا۔ کہ جب کوئی نظر تو آتا نہیں۔ نہ ملک کی بہبودی اور بہتری کے لئے کوئی کوشش ہو رہی ہے۔ نہ بدمعاشوں کے لئے پولیس یا فوج ہے۔ تو صرف چاہیئے سے اس کے وجود کو کس طرح تسلیم کر لیا جائے۔ عقلی دلائل سکھانے کے لئے کسی

نبی کے آنے کی ضرورت

نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ یہ تو ہر شخص جان سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کے متعلق بھی عقلی دلائل ہر انسان کی فطرت میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے لئے بھی کسی نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک فلاسفر کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اس نے کسی جاہل سے پوچھا

خدا کی ہستی کا ثبوت

کیا ہے۔ اس نے کہا ہم جنگل میں مینگنیاں پڑی دیکھتے ہیں۔ تو سمجھ لیتے ہیں۔ کہ کوئی بکری ادھر سے گذری ہے۔ پھر

اتنی بڑی کائنات

کو دیکھنے سے یہ کیوں نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کوئی خدا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے متعلق ہر انسان کی فطرت بول پڑتی ہے۔ اور اس قسم کے دلائل کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ یہاں اللہ تعالےٰ بتاتا ہے۔ کہ ایسے دلائل تو مکہ والوں کو بھی معلوم تھے۔ ان میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایسے لوگ تھے۔ جو شرک کے خلاف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک چچا ہمیشہ شرک کے خلاف تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ تو جواب دیا۔ کہ میں نے شرک کے خلاف اتنی کوشش کی ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ میں ہوتا۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل بھی ایسے لوگ تھے۔ جو شرک کے خلاف تھے۔ اور وہ

بغیر کسی دلیل کے

اس بات کے مدعی تھے۔ کہ خدا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں مبعوث کیا۔ یہ صاف بات ہے۔ کہ انسان کی عقلی ایمان پر تسلی نہیں ہو سکتی۔ دلائل صرف چاہیئے تک پہنچاتے ہیں ہے تک نہیں۔ مگر نبی خدا کی صفات کو ظاہر کر کے بتا دیتے ہیں۔ کہ

خدا ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر دنیا کو یہ نہیں بتایا۔ کہ خدا چاہیئے۔ بلکہ یہ دکھایا۔ کہ خدا ہے۔ اور آپ نے اپنی زندگی کے ہر عمل سے دکھا دیا۔ کہ

ایک زندہ خدا موجود ہے

تاریخ اسلام میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ میں ان سب کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس وقت صرف ایک بیان کرتا ہوں۔ جسے بچے بھی جانتے ہیں۔ یہ ایک

تاریخی واقعہ

ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے گئے۔ تو غار حرا میں جا کر ٹھہرے۔ قریش نے تلاش شروع کی۔ اور کھوجی کی مدد سے عین غار کے مونہہ تک پہنچ گئے۔ کھوجی نے وہاں پہنچ کر پورے وثوق سے کہا۔ کہ یہاں تک آئے ہیں۔ اب یہ تو ہو سکتا ہے کہ یہاں سے آسمان پر چڑھ گئے ہوں۔ مگر اس سے آگے ہرگز نہیں گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے۔ اور مکڑی نے غار کے مونہہ پر جالا تن دیا۔ اسے دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا۔ میں تو ہمیشہ یہاں آتا ہوں۔ یہ غار تو ویسی کی ویسی ہی ہے۔ اور ہمیشہ ایسی ہی حالت میں ہوتی ہے۔ کھوجیوں پر اہل عرب بہت اعتماد رکھتے تھے۔ کھوجی پورے یقین سے کہتا ہے۔ کہ اس جگہ سے آگے نہیں گئے۔ وہ لوگ

غار کے مونہہ پر

کھڑے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ کے دل میں خیال اور خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد کے واقعات بتاتے ہیں۔ کہ ان کا یہ خوف اپنی جان کے لئے نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ آپ کچھ گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ڈرتے کیوں ہو۔

اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے

اور یہ ایک ایسا جملہ ہے۔ جو خدا ہونا چاہیئے کہنے والے کے مونہہ سے نہیں نکل سکتا۔ جنہوں نے خدا کو دیکھا نہیں ہوتا۔ وہ ایسی حالت میں نہیں کہتے۔ کہ خدا ہے۔ وہ ہمیں بچائے گا۔ بلکہ وہ ایسے موقعہ پر جان بچانے کے لئے کئی حیلے اختیار کرتے ہیں۔ کبھی جھوٹ کبھی فریب اور کبھی خوشامد سے جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ احساس نہیں ہو سکتا۔ کہ نڈر ہو کر کہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چنانچہ کھوجی نے ان لوگوں سے کہا بھی۔ کہ غار کے اندر دیکھو۔ مگر کسی نے نہ دیکھا۔ اور اوپر ہی کھڑے ہو کر واپس چلے گئے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے۔ جسے مسلمان بچے بھی جانتے ہیں۔ ورنہ آپ کی زندگی کی ہر ساعت میں آپ نے اپنے عمل سے بتایا ہے۔ کہ ایک

زندہ خدا

28
Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجود ہے۔ اور آپ اسے پیش کرتے تھے۔ اور ایسی طرح کہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہتی تھی۔ مکہ میں بھی اور مدینہ میں بھی یہی حالت تھی۔ اور ہر جگہ آپ نے

خدا کا جلال

اور ارفع و اعلیٰ شان پیش کی۔ بلکہ قبل از وقت واقعات بتا دیتے تھے کہ بدر کی جنگ کے متعلق صحابہ کا بیان ہے کہ آپ نے ہمیں یہاں تک بتا دیا تھا۔ کہ فلاں فلاں کافر فلاں فلاں جگہ مارا جائیگا۔ اور اس سے خدا کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہی چیز ہے جس کے لئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

عقلی دلائل

کے لئے کسی نبی کی حاجت نہیں ہوا کرتی۔ بوعلی سینا کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا ایک شاگرد ایک دفعہ ان کی قابلیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ بوعلی سینا یہ بات سن کر خاموش رہے۔ سردی کا موسم آیا۔ تو ایک تالاب کا پانی منجمد ہو رہا تھا۔ اور اس پر برف کی پپڑیاں جمی ہوئی تھیں۔ آپ نے اس سے کہا اس میں چھلانگ لگاؤ۔ اس نے جواب دیا آپ پاگل تو نہیں ہو گئے۔ کہ طبیب ہو کر مجھے ایسا حکم دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ بوعلی سینا نے کہا تمہیں یاد ہے تم نے مجھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل بتایا تھا۔ مگر نادان تو اتنا نہیں جانتا کہ آپ کے تو

ایک ادنیٰ اشارہ پر

ہزاروں لوگ جانیں فدا کر دیتے تھے۔ مگر تو مجھے آپ سے برتر کہنے کے باوجود میرے کہنے پر میری بات نہیں مانتا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو مشاہدات کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس امر کے

ایسے بین ثبوت

دئے۔ کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ایک ادنیٰ اشارے پر ہزاروں لوگ جانیں فدا کر دیتے تھے۔ اور عزیز سے عزیز چیز مسرت کے ساتھ قربان کر دیتے تھے۔ اگر انہوں نے خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا۔ تو کبھی ان میں یہ بات نہ پیدا ہو سکتی تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ کے لئے جب تشریف لے گئے۔ اس وقت انصار کے ساتھ آپ کا معاہدہ یہ تھا۔ کہ وہ مدینہ کے اندر آپ کی حفاظت کریں گے۔ یعنی اگر کوئی دشمن مدینہ میں داخل ہو کر آپ پر حملہ کرے گا۔ تو اس کا مقابلہ کرینگے۔ باہر جا کر نہیں لڑیں گے۔ بدر کی طرف جاتے ہوئے

اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت

آپ نے یہ نہیں بتایا تھا۔ کہ لڑائی ہوگی موقع کے قریب آ کر اس کی اطلاع دی اور مشورہ کیا کہ ہمیں لڑنا چاہیئے یا نہیں۔ مہاجرین نے کہا ضرور لڑنا چاہیئے۔ مگر اس جواب کے بعد آپ نے پھر فرمایا۔

کہ لوگو بولو کیا کرنا چاہیئے۔ مہاجرین پھر جواب دیتے۔ مگر اس جواب کے بعد آپ نے پھر یہی فرمایا۔ اس پر ایک انصاری بولے۔ اور کہا یا رسول اللہ آپ کا منشا شاید ہم سے ہے۔ آپ سے بے شک ہمارا معاہدہ تھا۔ مگر وہ اسی وقت تک کے لئے تھا۔ جب تک آپ کے ذریعہ ہم نے خدا کو نہ دیکھا تھا۔ اور صرف سنی سنائی باتیں تھیں۔ اس کے بعد آپ کے ظہور سے ہم نے

زندہ خدا کے زندہ نشانات

دیکھے۔ اب وہ حالت نہیں۔ اب تو اگر آپ سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہمیں اس میں ذرا تامل نہ ہوگا۔ خدا کی قسم دشمن آپ تک نہ پہنچ سکیگا جب تک وہ ہماری

لاشوں پر سے گذر کر

نہ آئے۔ ہم آپ کے آگے بھی لڑینگے اور پیچھے بھی۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہینگے۔ کہ جا تو اور تیرا رب جا کر لڑتے پھرو۔ بلکہ دشمن آپ تک ہماری لاشوں پر سے گذر کر ہی پہنچ سکیگا۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئی جنگوں میں شریک ہوا مگر مجھے ہمیشہ حسرت رہی کہ کاش یہ سعادت مجھے نصیب نہ ہوتی۔ یعنی یہ فقرہ میرے منہ سے نکلتا۔ یہ بات بغیر اس کے ممکن نہ تھی۔ کہ ان لوگوں نے زندہ خدا کو دیکھ لیا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ید اللہ فوق ایدیھم اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہوں نے بیعت کرتے وقت اپنے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں دیکھا۔ بلکہ

خدا کا ہاتھ

دیکھا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جو نبی کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔

دوسری چیز پاکیزگی

ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب کی حالت سب پر واضح ہے۔ اس لئے مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے بعد ان لوگوں کے اندر جو پاکیزگی آئی۔ اس کی ایک مثال بیان کر دیتا ہوں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ

حبشہ میں ہجرت

کر گئے۔ تو مکہ والوں نے انہیں پکڑنے کے لئے ایک وفد بھیجا۔ جس نے امراء کو تحائف وغیرہ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ لیکن جب وہ نجاشی بادشاہ کے دربار میں پیش ہوئے اور کہا۔ کہ ہمارے کچھ لوگ بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ انہیں لے جانے کی اجازت دی جائے۔ تو اس نے کہا میں ان لوگوں سے باتیں کرنے کے بعد جواب دونگا۔ جب مسلمانوں کو طلب کیا گیا۔ تو ان کے امیر نے کہا۔ اے بادشاہ ہم دنیا میں بدترین مخلوق تھے۔ شرابی۔ زانی۔ چور۔ ڈاکو۔ فریبی۔ اور عورتوں کی بے عزتی کرنے والے تھے۔ مگر خدا نے ہم میں ایک نبی مبعوث کیا۔ جس کے ذریعہ ہماری سب بدعادات چھوٹ گئیں۔ اور ہماری حالتیں بالکل بدل گئیں۔ نہ ماننے والوں کی دنیا علیحدہ ہو گئی۔ اور ہماری علیحدہ۔ یہ وہ دعویٰ تھا۔ جو

انہوں نے مخالفوں اور جانی دشمنوں کے سامنے کیا۔ مگر قریش کے وفد کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ کہہ سکے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ تو اب بھی ویسے ہی ہیں۔ اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اگر فی الواقع ان کے اندر

پاکیزہ تغیر

نہیں ہو چکا تھا۔ تو کیا وجہ ہے کہ صحابہ وہاں دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہم پاکباز ہو گئے ہیں۔ مگر مخالف یہ نہیں کہہ سکتے کہ غلط کہتے ہیں۔ یہ اب بھی ویسے ہی گندے ہیں۔ یہ تزکیہ تھا۔ جو بغیر

رویت الٰہی

کے نہیں ہو سکتا۔ تیسری اور چوتھی چیز

یعلمھم الکتاب والحکمۃ

ہے۔ قرآن کریم کی تفصیلات بیان کرنے کے لئے یہ لیکچر تو کیا۔ اس جیسے دس ہزار لیکچر بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ یہ وہ تعلیم ہے۔ جس نے دنیا سے منوا لیا ہے کہ اس کا دنیا کی سب ضرورتوں پر حاوی ہونا ایسی بات ہے جس کا مقابلہ اور کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ حکمت سکھانا بھی

اسلام کی خصوصیت

ہے۔ نماز کیوں پڑھیں۔ روزہ کیوں رکھیں۔ حج کیوں کریں۔ زکوٰۃ کیوں دیں۔ غرضیکہ کوئی حکم ایسا نہیں۔ جس کی حکمت نہ بیان کی گئی ہو۔ ہر بات کے متعلق بتا دیا گیا ہے۔ کہ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اور تمہاری ہی ترقی کیلئے ہے۔ یہ چار کام ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آ کر دنیا میں کئے۔ اور گویا یہ

اسلام کا خلاصہ

ہے۔ یعنی اول خدا کی ذات مشاہدہ سے منوانا۔ دوسرے بنی نوع انسان کو پاک کرنا۔ تیسرے ایسی تعلیم دینا جو سب ضرورتوں پر حاوی ہو۔ اور چوتھے انسان میں

ایمانی بشاشت

پیدا کرنا اور اسے بتانا کہ اس پر عمل کرنا تمہارے ہی فائدہ کا موجب ہے اور ایسی حکمتیں بیان کرنا کہ اس مذہب کو ماننے والا دوسروں کے سامنے اپنا سر اونچا کر سکے۔

سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ

یہ ہے کہ وہ اسلام کی صحیح صورت دنیا میں پیش کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اب اگر یہ چاروں باتیں وہ اپنے اندر ثابت کرے تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس جو کچھ کہا اور جو دعویٰ کیا۔ اس میں سچا ہے۔ جیسے میں نے تصویر کی مثال دی تھی۔ کہ مصور کا کمال اسی میں ہے کہ اصل سے سر مو فرق نہ ہو۔ اگر ایک عیسائی یا ہندو اسلام کی خوبی کا قائل نہیں۔ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام کی تصویر جو کھینچی گئی ہے وہ خوبصورت نہیں۔ مگر یہ تو اسے ماننا پڑیگا۔ کہ قرآن میں جو کچھ ہے یہ اس کی

صحیح تصویر

ہے۔ پس اگر یہ چار کام سلسلہ احمدیہ نے شروع کر رکھے ہیں۔ تو اسلام کے ماننے والوں کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ اپنے

دعویٰ میں سچا

ہے۔ اور ہر مسلمان کی توجہ کا مستحق ہے۔ اور غیر مسلموں کو بھی ماننا پڑیگا

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیماری، اپریشن اور بعد کے حالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے امام مسجد احمدیہ لنڈن نے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بی۔ اے کی علالت اور بحالت مجبوری اپریشن کرانے اور صحت کے متعلق ۲۶ جنوری کو جو تفصیلی حالات لکھ کر بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال کئے ہیں۔ وہ احباب کی آگاہی کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

بیماری کے متعلق اطلاع

۱۹ جنوری ۳۴ء بروز جمعہ رات کے دس بجے عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب نے اپنی لینڈ لیڈی کے مکان سے ٹیلیفون پر مجھے کہا۔ کہ ان کے پیٹ میں شدید درد ہو رہا ہے۔ سارا دن کچھ کھایا بھی نہیں۔ اور بڑی مشکل سے وہ اپنے کمرہ سے جو تیسری منزل پر تھا۔ نیچے آکر فون کر رہے ہیں۔ آواز میں بھی کرب محسوس ہوتا تھا۔ میں نے کہا۔ آپ جلد بستر پر جا کر لیٹ جائیں اور میں خود باقی انتظام کر دوں گا۔

پہلی امداد

میں نے لینڈ لیڈی کو ٹیلیفون پر بلایا۔ اور پوچھا۔ کہ اس کے پاس کوئی پیٹ درد کی دوائی ہے۔ اس نے کہا۔ کوئی خاص دوا تو ہے نہیں۔ لیکن منگائی جا سکتی ہے۔ میں نے پوچھا سوڈا بائی کارب ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ تو ہوگا۔ مجھے صرف اتنا معلوم تھا۔ کہ سوڈا بائی کارب بے ضرر چیز ہے۔ اور معدہ کی خرابی میں مفید ہوتا ہے کیونکہ مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اس کا استعمال اکثر کرایا کرتے ہیں۔ میں نے کہا فوراً دس گرین گرم پانی کے ساتھ پلا دیں۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ میں ٹیلیفون پر بیٹھا ہوں۔ سوڈا پلا کر مجھے اطلاع دیں۔ چنانچہ لینڈ لیڈی نے فوراً پلا کر مجھے بتایا۔ کہ پلا دیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے فون پر پوچھا۔ کہ کیا حال ہے۔ اس نے بتایا۔ کہ وہ غسلخانہ میں ہیں۔ جب وقت نکلیں گے۔ پوچھ کر بتاؤں گی۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ انہیں ایک قے آئی ہے۔ اور اس سے کچھ سکون ہوا ہے۔ مگر درد کی شدت میں کوئی کمی نہیں ہوئی (ڈاکٹر شیٹک نے بعد میں بتایا۔ کہ سوڈا بہت مفید ثابت ہوا۔ اندر صاف ہو گیا۔)

ڈاکٹر بلایا گیا

میں نے کہا۔ کہ فوراً قریب کے ڈاکٹر کو فون کر کے بلائے۔ یہ اس لئے کہا۔ کہ وہ مکان مجھ سے ½ ۱ گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے۔ اگر میں خود جاتا۔ تو وقت ضائع ہوتا۔ بہرحال ڈاکٹر ½ ۱۱ اور ¾ ۱۱ کے درمیان وہاں پہنچا۔ اور اس نے معائنہ کیا۔ میں نے کہا تھا کہ ڈاکٹر مجھے فون پر اپنی تشخیص سے اطلاع دے۔ چنانچہ اس نے بارہ بجے رات کے مجھے حال بتایا۔ کہ Slight Attack of Appendecitis معلوم ہوتا ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ اور کسی دوا کے دینے کی ضرورت نہیں صرف پانی پیتے رہنا چاہیئے۔ اور کھانا کچھ نہیں چاہیئے صبح کو آکر پھر دیکھیگا۔ اس وقت درد بھی کم ہو گیا۔ اور عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب نے بھی فرمایا۔ کہ میرے آنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن مجھے اس سے تسلی نہ ہوئی۔ اسی مکان میں ایک ہندوستانی طالب علم راج نامی رہتا ہے۔ میں نے اسے فون پر کہا۔ کہ وہ خود جا کر انہیں دیکھے۔ اور مجھے بتائے۔ کہ کوئی گھبراہٹ تو نہیں۔ چنانچہ اس نے مجھے تسلی دی کہ گھبراہٹ بالکل نہیں۔ اور آنے کی ضرورت نہیں۔ صبح آ جانا۔ چنانچہ میں رات کو دعا کر کے سو گیا۔

مرزا مظفر احمد صاحب کے پاس

صبح ۵ بجے اٹھ کر نفل پڑھے۔ اور دعا مانگی۔ اور عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب کو جگا کر تیار کیا۔ کہ ہم روانہ ہوں۔ چنانچہ سورج نکلنے سے آدھ گھنٹہ پہلے ہم دونوں وہاں جا پہنچے۔ عزیزم مظفر احمد صاحب نے بتایا۔ کہ درد میں تو بہت تخفیف ہے۔ مگر نیند نہیں آئی میں تھرمامیٹر ساتھ لے گیا تھا۔ لگا کر دیکھا۔ تو خفیف سی حرارت تھی۔ یعنی ۹۹.۴۔ اس سے طبیعت میں پریشانی پیدا ہوئی۔ چنانچہ ہوائی ڈاک کا وقت تنگ تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں ایک خط مفصل لکھ دوں۔ تا وہ جلد پہنچ جائے۔ چنانچہ خط لکھ کر میں نے مرزا مظفر احمد صاحب کو بھیجا۔ کہ Imperial airways کے دفتر میں جا کر دے آئیں۔ وہاں سے سوا گیارہ بجے ڈاک روانہ ہو جاتی ہے۔

اپریشن کے متعلق مشورہ

اس کے بعد ساڑھے دس بجے کے قریب رات والا انگریز ڈاکٹر آیا۔ اور اس نے حال دریافت کیا۔ اور حرارت وغیرہ دیکھی کہنے لگا۔ کہ ایسی حالت میں دوا کوئی نہیں دے سکتا۔ اپریشن فوراً ہونا چاہیئے۔ میں چونکہ ذاتی طور پر اپریشن کرانے کے خلاف ہوں۔ سوا اس کے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ میں نے کہا۔ میں تو اپریشن کے خلاف ہوں۔ کوئی اور دوا تجویز کرو۔ اس نے کہا۔ اس کی اور کوئی دوا نہیں۔ اگر آپ نے ۱۲ گھنٹہ کے اندر اندر اپریشن نہ کرایا۔ تو آپ ذمہ وار ہوں گے۔ اگر حالت خطرناک ہو جائے۔ اس کے یہ الفاظ سن کر مجھے سخت تشویش اور فکر ہوئی۔ اور اس کے سامنے میں اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکا۔ کہ محض اس کی رائے پر میں اپریشن کرانے کے لئے تیار نہیں۔ ہندوستان سے اجازت منگانا بھی ضروری ہے۔ اس نے کہا اتنا وقت تو ہے نہیں۔ البتہ اگر آپ چاہیں۔ تو میں کسی Specialist کو بلوا کر دکھا سکتا ہوں۔ پھر جو اس کی رائے ہو۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ میں نے کہا۔ اچھا۔ چونکہ اس کے نزدیک وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اس نے فون پر ایک Specialist سے تین بجے کا وقت مقرر کرا لیا۔ اس Specialist کا نام Dr. Wick تھا۔ لیکن چونکہ اس ڈاکٹر کی رائے اپریشن کی تھی۔ میں نے خیال کیا۔ کسی اور ڈاکٹر کو دکھانا بھی ضروری ہے۔ تا دو رائیں ہو جائیں۔ اس پر میں نے ڈاکٹر شفیع صاحب کو فون کیا۔ یہ صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور عرصہ سے یہاں کام کرتے ہیں۔ I.M.S. چھوڑ کر یہاں آ گئے تھے اچھی سمجھ اور تجربہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ وہ ابھی آتے ہیں۔ چنانچہ ایک گھنٹہ میں وہ آ گئے۔ اس عرصہ میں میں نے مکرمی میر عبد السلام صاحب بی۔ اے کو بھی فون پر اور ڈاکٹر سلیمان صاحب (جنوبی افریقہ والے) کو تار کے ذریعہ بلوا لیا۔ دونوں صاحب فوراً پہنچ گئے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مولوی محمد یار صاحب عارف اور مرزا ظفر احمد صاحب کو بھی وہاں بلا لیا۔ ڈاکٹر شفیع نے معائنہ کیا۔ تو رائے دی کہ موجودہ صورت میں یعنی فی الفور اپریشن کی ضرورت تو نہیں معلوم ہوتی۔ مگر Specialist کو دکھانا ضروری ہے۔ ممکن ہے علامات خراب ہو جائیں۔ اور چند گھنٹہ میں اپریشن لابدی ہو جائے۔ اپریشن کے بغیر اس کا کوئی علاج نہیں۔ ڈاکٹر سلیمان کی رائے بھی یہی تھی۔ جس Specialist کا نام ڈاکٹر شفیع نے پیش کیا۔ اسے ڈاکٹر سلیمان بھی جانتے تھے۔ اور وہ مشہور ہے۔ Dr. C. Shattock M.D. F.R.C.S. چنانچہ مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس کو بھی دکھا لیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ½ ۱ بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔ اس اثنا میں اس خیال سے کہ اگر سب کی رائے اپریشن کی ہوئی۔ تو قادیان سے اجازت آنے میں دیر نہ ہو۔ یہ تار دے دیا جائے۔ کہ ڈاکٹروں کا مشورہ فوری اپریشن کا ہے۔ اجازت دی جائے۔ چنانچہ میں نے یہ تار حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں دے دیا۔ اور ایک نقل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو تار کی بھجوا دی۔ تا دعا کی بھی تحریک ہو۔ ۱۲ بجے سے پہلے یہ تار دیا گیا تھا۔ مگر اس کا جواب آخر تک نہ آیا جس کی وجہ سے پریشانی بہت رہی۔

½ ۱ بجے Dr. Shattock آیا۔ اور اس نے پوری طرح معائنہ کیا۔ اور پھر ڈاکٹر شفیع ڈاکٹر سلیمان اور مجھے اپنی مفصل رائے بتائی۔ کہ یقینی طور پر appendecitis ہے۔ اور اس کا علاج سوا اپریشن کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر یہ مرض پہلے حملہ میں دور بھی ہو گیا۔ تو دوسرا اور تیسرا حملہ یقینی ہے۔ اور وہ ہر دفعہ پہلے سے زیادہ سخت ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس وقت نہیں کہہ سکتے۔ کہ اپریشن کے لئے سہولت میسر ہو یا نہ ہو۔ اس وقت مریض کی حالت اور صحت ایسی ہے۔ کہ اپریشن کی کامیابی یقینی ہے۔ مگر جوں جوں دیر ہوتی جائے گی۔ یہ یقین کم ہوتا جائے گا۔ اگر میرا بیٹا ہو تو میں بغیر تامل اور دیر فوراً اپریشن کرالوں۔ آگے آپ کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر شفیع صاحب نے یقین دلایا۔ کہ یہ ڈاکٹر ایسا نہیں۔ کہ صرف سرجن ہی ہو۔ اور اپریشن کرنے کا ہی خواہش مند ہو چنانچہ یہ تینوں ڈاکٹر متفق ہو گئے۔ کہ اپریشن جس قدر جلد ہو سکے کرانا ضروری ہے۔ Mr. Shattock نے بتایا۔ کہ سب سے بہتر پہلے ۱۲ گھنٹہ میں۔ پھر ۲۴ گھنٹہ میں اور حد ۴۸ گھنٹہ کے اندر اندر اپریشن ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ مشکل ہوتا جائے گا۔ اور خطرہ بڑھتا جائے گا۔ میں نے دوستوں کے سامنے یہ حالات بتا کر رائے دریافت کی۔ عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب خود خاموش رہے۔ میر صاحب اور مولوی صاحب کی رائے تھی۔ کہ فوراً اپریشن کرا لیا جائے۔ میری اور مرزا ظفر احمد صاحب کی رائے تھی۔ کہ شام تک تار کا انتظار کیا جائے اور حالت کا بھی زیادہ پتہ لگ جائے گا۔ اور اس اثناء میں یہ فیصلہ کر لیا جائے۔ کہ اپریشن ہسپتال میں ہو۔ یا کسی Nursing Home میں۔ اس کے متعلق سب کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ ہسپتال میں گو خرچ کچھ کم ہو۔ لیکن انفرادی توجہ کم ہوتی ہے اور اطمینان کی صورت یہی ہے۔ کہ کسی Nursing Home میں اپریشن ہو۔ اور ہو بھی مسجد کے قریب۔ دور نہ ہو۔ بہر حال تین بجے دوسرا Specialist پہلے انگریز ڈاکٹر کے ساتھ آیا۔ اور اس نے پھر معائنہ کیا۔ اس کی رائے پہلے سے زیادہ سخت تھی اور اس نے بتایا۔ کہ صبح سے لیکر اس وقت تک علامات سخت سے سخت ہوتی جا رہی ہیں۔ اگر اپریشن نہ کرایا گیا۔ تو میں ذمہ وار نہ ہوں گا

نہایت نازک ذمہ واری

یہاں کا قانون بھی عجیب ہے۔ ہر شخص کی موت پر ایک Inquest یعنے تحقیقات ہوتی ہے۔ اور اس میں اگر ضرورت ہو۔ تو ڈاکٹروں اور رشتہ داروں وغیرہ سب کی شہادت ہوتی ہے اور جس کا قصور ثابت ہو۔ اسے سزا بھی دیدی جاتی ہے۔ اپریشن عام طور پر گارڈین کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً جبکہ مریض کی عمر ۲۱ سال سے کم ہو۔ جیسا کہ عزیزم مظفر احمد صاحب کی ہے ۲۱ سال کے بعد خود مریض کی اجازت ضروری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے سخت فکر تھی۔ کہ تار کا جواب آ جائے۔ ان حالات میں میری ذمہ واری نہایت نازک تھی۔ اس لئے ڈاکٹروں کو روانہ کر کے میں نے کہا۔ کہ نماز پڑھیں۔ اور اس میں رب العالمین کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں۔ کہ وہ ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ اس دور دراز ملک میں اپنے عزیزوں سے دور اور پھر بیماری کا صدمہ۔ اور مریض بھی وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پوتا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا بھتیجا۔ خود جوان ہونہار لائق

اور صالح۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا صاحبزادہ۔ مجھے ذاتی طور پر نہایت ہی عزیز اور پیارا۔ خدا کے حضور خوب دل کھول کر دعا کی۔ دعا کے بعد کار منگائی گئی اور اس میں عزیزم مظفر کو لٹا کر مسجد کے قریب ایک Nursing Home میں جس کا انتظام ڈاکٹر شفیع صاحب نے کیا تھا لے آئے۔ ہر لحظہ قادیان سے تار کا انتظار۔ دس دس منٹ کے بعد تار والی کمپنی سے میں دریافت کرتا کہ کوئی جواب آیا ہے یا نہیں۔ مگر کوئی جواب نہ پہنچا۔ ادھر عزیزم مظفر کی حالت رو باصلاح نہ ہوئی۔ بلکہ گھبراہٹ زیادہ ہو گئی۔ زبان بھی زیادہ خراب۔ اور حرارت بھی زیادہ۔ اس اثناء میں مسٹر کون اور مسٹر فیولنگ بھی آ گئے۔ اور میں نے پھر سب کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور رائے لی۔ ڈاکٹروں پر سوال کر کے جرح کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں مرزا ظفر احمد صاحب کی رائے بھی ہو گئی کہ اپریشن کرا لیا جائے۔ مسٹر اسمٰعیل صاحب گو زکام کی وجہ سے نہ آ سکے۔ لیکن فون پر سختی سے رائے دی۔ کہ دیر نہ لگائی جائے۔ اس میں سخت خطرہ ہے۔ اپریشن فوری کرایا جائے۔ آخر رات کے ۹ بج گئے۔ میں نے کہا۔ ڈاکٹر Specialist کو بلوا کر پھر رائے لی جائے۔ اور اگر اس کی رائے میں مرض پہلے سے زیادہ خراب ہو رہا ہو۔ تو وہ مجھے ایک تحریر دے۔ جس میں لکھے۔ کہ اگر اب اپریشن نہ کرایا گیا۔ تو خطرہ ہے چنانچہ اسے بلوایا گیا۔ اور اس نے معائنہ کر کے مجھے تحریر دے دی۔ کہ

"further delay would be dangerous" یعنے اپریشن میں تاخیر کرنا خطرناک ہے

اس کے بعد میں نے عزیزم مظفر احمد کے کمرہ سے سب کو چلے جانے کے لئے کہا۔ کیونکہ عزیز کے چہرہ پر مجھے رقت کے آثار معلوم ہوئے۔ میری طبیعت پہلے ہی بھری ہوئی تھی۔ ہم دونوں نے گلے ملکر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ اس کے بعد میں نے پوچھا۔ مظفر اگر تمہیں اپریشن سے ڈر آتا ہے۔ اور تمہاری رائے نہیں۔ تو کچھ بھی ہو۔ اپریشن نہیں کراتے۔ مظفر نے کہا نہیں ڈر تو نہیں آتا۔ یونہی طبیعت میں گھبراہٹ سی ہے۔ آپ کی جو رائے ہو۔ میں اسی طرح کروں گا۔ میں نے کہا۔ اچھا جو خدا کو منظور۔

اضطراب کی وجہ

دنیا کے بہترین ڈاکٹروں اور دوستوں کا متفقہ اصرار ایک طرف اور ارحم الرحمٰن کے منشائے الٰہی کے معلوم ہونے کا سخت انتظار دوسری طرف ناقابل برداشت قلق کی کیفیت پیدا کر رہے تھے۔ اس ملک میں ایسے اپریشن ایک معمولی بات سمجھے جاتے ہیں۔ مگر جس وجود کے اپریشن کا سوال تھا۔ اور جو باقی حالات تھے۔ وہ سخت گھبرا دینے والے تھے مغرب اور عشاء کی نماز ابھی تک نہیں پڑھی تھی۔ اس لئے میں نے سب دوستوں کو بلا کر اکٹھے نماز پڑھی۔ اور لمبی دعا کی۔ طبیعت میں سخت رقت تھی۔ اور قرأت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ سب کا یہی حال تھا۔

اپریشن کرایا گیا

آخر دعا کے بعد میں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں تار دیدیا۔ کہ زیادہ انتظار ماہر ڈاکٹروں کی رائے میں سخت خطرہ کا موجب ہے اس لئے اپریشن کرایا جا رہا ہے۔ خاص دعا فرمائیں۔ اور اس تار کی نقل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں بھی دعا کیلئے بھیج دی اور صدقہ بھی کیا گیا۔ اس کے بعد مظفر کو اپریشن روم میں اوپر لے گئے دس بج گئے تھے۔ مجھے بار بار مظفر نے تاکید کی۔ کہ تم میرے پاس کھڑے رہنا۔ میں نے کہا اچھا۔ جب میں اپریشن روم میں پہنچا۔ مظفر کو میز پر لٹا کر کلوروفارم سنگھایا گیا۔ مظفر سے کہا گیا۔ کہ ایک دو تین گننا شروع کرے۔ ۱۰ پر بے ہوش ہو گیا۔ مجھ سے وہ نظارہ نہ دیکھا گیا۔ اندیشہ تھا کہ خود بھی بے ہوش نہ ہو جاؤں۔ اس لئے میں دروازہ کے باہر آ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اور وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شروع کر دی مرزا ظفر احمد صاحب اور مولوی صاحب اور مسٹر فیولنگ نومسلم بھی دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ جتنا عرصہ اپریشن ہوتا رہا۔ ہم سب دعاؤں میں مصروف رہے ظاہری علاج میں کسی قسم کی کمی باقی نہ رہی تھی۔ اب معاملہ خالق الاسباب کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے اسی کی درگاہ میں عجز و بکا کی گئی۔

اپریشن کے بعد

ڈاکٹر سلیمان اپریشن روم میں رہے۔ اور مدد کرتے رہے۔ آخر انہوں نے آ کر ہمیں اطلاع دی۔ کہ اپریشن خیر و خوبی سے ختم ہو گیا ہے۔ اگر ایک گھنٹہ اور ہم انتظار کرتے۔ تو حالت نہایت خطرناک ہو جاتی۔ پھوڑا یعنے ابسیس بن رہا تھا۔ سپیشلسٹ نے اپریشن کے بعد Appendix لا کر دکھایا تو پھولا ہوا تھا۔ دس بجے سے گیارہ بجے تک اپریشن ہوا۔ سرجن کا کام قریباً آدھ گھنٹہ میں ختم ہوا۔ اس کے بعد مظفر کو اس کے کمرہ میں لا کر لٹا دیا گیا۔ اور مجھے اور ظفر کو اجازت دی گئی۔ کہ ہم دیکھ لیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا۔ میں نے اس کے سر پر ہاتھ سے پیار کیا۔ مگر چونکہ وہ بالکل بیہوش پڑا تھا۔ زیادہ عرصہ ہم ٹھہر نہ سکے۔ اور آ گئے۔ حضرت میاں صاحب کو تار دیا گیا۔ کہ اپریشن کامیابی سے ہو گیا ہے (مصلحت الٰہی سے یہ اور اس سے قبل کے تار قادیان میں اکٹھے موصول ہوئے۔ ایڈیٹر) رات کو ایک بجے کے بعد مظفر کو ہوش آیا۔ چونکہ ہوش آنے پر تکلیف محسوس ہونا یقینی تھا۔ اس لئے ڈاکٹر کے مشورہ سے اسے مارفیا دیدیا گیا۔ جس سے وہ سو گیا ساری رات کے لئے ایک زائد نرس کا خاص انتظام کیا گیا۔ صبح مجھے اجازت ملی۔ تو میں نے جا کر دیکھا۔ ہوش تھی۔ طبیعت اچھی تھی۔ پیار کیا حال دریافت کیا۔ درد کی شکایت تھی۔ مگر ویسے حال اچھا تھا۔ اس وقت مظفر نے کہا۔ کہ اپریشن کرانے کے متعلق میرا بالکل انشراح صدر تھا کہ ضرور کرا لینا چاہیئے۔ مگر میں نے اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا۔

دریافت حال کے تار

اگلے دن حضرت صاحب کا فیروزپور سے۔ اور میاں صاحب کا قادیان سے تار آیا۔ کہ مظفر کی صحت سے اطلاع دو۔ اس کے بعد نواب صاحب کا مالیر کوٹلہ سے تار آیا۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ کہ حالت اچھی ہے اور کسی قسم کی پیچیدگی نہیں ہے۔

نومسلمین کی ہمدردی

اتوار کے روز سب نومسلموں کو یہ حالات بتا کر دعا کی تحریک کی گئی۔ اب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوم التبلیغ کیلئے دو نہایت مفید ٹریکٹ

یوم التبلیغ کے موقعہ پر غیر مسلموں میں تقسیم کرنے کے لئے اس دفعہ بھی بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے دو نہایت مفید۔ ضروری اور دلآویز ٹریکٹ شائع کئے جا رہے ہیں پہلا ٹریکٹ "خصوصیت اسلام" کے نام سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک نہایت لطیف اور حقائق افروز مضمون پر مشتمل ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام نے اسلام کی وہ خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں اور ثابت کیا ہے کہ اسلام کے سوا اس وقت اور کسی بھی مذہب کے ذریعہ خدا شناسی۔ اس کا قرب اور نجات نہیں مل سکتی۔

کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ سائز چھوٹا۔ تعداد صفحات ۲۲ مگر قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ سینکڑہ۔

دوسرا ٹریکٹ "فضیلت اسلام" ہے۔ اس دیدہ زیب اور خوبصورت ٹریکٹ میں اسلام کی صداقت ضرورت۔ اہمیت عظمت اور دیگر مذاہب پر فضیلت خود غیر مسلم علماء اور فضلاء کی تحریروں سے ثابت کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیائے جہان کی مشکلات اسلام قبول کرنے سے ہی دور ہو سکتی ہیں۔ اور اسی کے اصول اور عقائد دنیا کے آلام و مصائب کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ غیر مسلموں نے کہا ہے جو دیگر مذاہب کے لوگوں پر انشاء اللہ نہایت ہی خوشگوار اثر ڈالے گا۔ تقطیع خورد تعداد صفحات ۸ قیمت سوا دو روپیہ سینکڑہ توقع ہے کہ احباب جماعت مذکورہ بالا ٹریکٹوں کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ اور اپنی فرمائشیں حتی الامکان جلدی بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان کے پتہ پر بھجوا دیں گے۔

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

کارکنان تبلیغ کیلئے اعلان

آنے والے یوم التبلیغ پر ہمارا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ غیر اقوام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس لٹریچر کی کثرت سے اشاعت کی جائے۔ جس میں اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اصلی اور خوبصورت چہرے میں پیش کیا گیا ہے اور اس اشاعت میں بھی وحدت اور یگانگت سے کام لینا چاہیئے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ اگر احباب اسلامی اصول کی فلاسفی کو اس موقعہ پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کریں۔ تو ہندو اور سکھ اور عیسائی احباب کو اس کے مطالعہ سے علم ہوگا۔ کہ اسلام کیا ہے اور بنی نوع انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جانا چاہتا ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی مولوی فخر الدین صاحب مالک کتب گھر کے زیر اہتمام ہندی اور گورمکھی اور اردو میں ہو چکی ہیں۔ اور انہوں نے یوم التبلیغ کی خاطر میری سفارش پر ان کی قیمتیں بھی کم کر دی ہیں۔ اردو فی سینکڑہ بجائے ۱۰ کے ۸ روپے ہندی اور گورمکھی اور انگریزی بجائے پچیس کے ۲۰ روپے قیمت پر ان سے مل سکتی ہیں۔ اس وقت ہندی اور گورمکھی ایک ایک ہزار چھپوائی گئی ہے۔ اگر ہندی اور گورمکھی کے متعلق درخواستیں قبل از وقت آ جائیں تو اندازہ کے مطابق مزید طبع کرائی جا سکتی ہیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

بیرونی مشنوں کی اطلاع کیلئے نجم الہدیٰ کا انگریزی ترجمہ

خان بہادر چوہدری ابو الہاشم صاحب ایم۔ اے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مشہور کتاب نجم الہدیٰ کا ترجمہ بعنوان The Guiding Star سلیس انگریزی زبان میں کیا ہے۔ بیرونی مشنز اور وہ احباب جنہیں انگریزی دان طبقہ میں تبلیغ کا موقعہ ملتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے خصوصیت سے فائدہ اٹھائیں اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تمام کتب کا کم از کم انگریزی زبان میں ترجمہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر انگریزی میں قابلیت رکھنے والے احباب نے اس طرف ابھی توجہ نہیں کی۔ چوہدری صاحب موصوف کا یہ نیک عمل دوسروں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کی اشاعت سے ان کے کام کی قدر کریں چوہدری صاحب مکرم نے یوم التبلیغ کے موقعہ پر ایک لیکچر بھی دیا تھا۔ جس میں احمدیت کو اپنی خوبصورت شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ بھی انگریزی میں شائع ہو چکا ہے۔

ملنے کا پتہ علی قاسم خان صاحب چوہدری مولوی فاضل قادیان ہے قیمت چار آنے اور ایک آنہ ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ٹھیکیداروں کی ضرورت

چونکہ قادیان میں بجلی جلد آنے والی ہے۔ اس لئے مکانوں کے اندر House wiring کرنے کے لئے ٹھیکہ داروں کی ضرورت ہے جو اصحاب اس کام کو سر انجام دینا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں بھیجیں۔ اور اس میں جس شرح پر کام کر سکتے ہوں۔ ان کو تحریر کریں۔ مختلف قسم کے سامانوں کے الگ الگ ریٹ دئے جائیں۔ بمعہ نقول اسناد سابقہ کارگذاری۔ یہ درخواستیں دفتر امور عامہ میں ۲۵ فروری ۳۴ء تک پہونچ جانی چاہئیں۔ بجلی کی کرنٹ A. C قسم کی ہوگی۔ (ناظر امور عامہ)

ضرورت کتب

یحیی الدین صاحب ساکن میانخیل ضلع کوہاٹ کو انجام آتھم کتاب البریہ۔ آئینہ کمالات اسلام تبلیغی پاکٹ بک۔ درس القرآن اور خطبہ الہامیہ کی برائے تبلیغ اشد ضرورت ہے۔ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ پرزور سفارش کرتے ہیں۔ کہ کوئی دوست انہیں یہ کتب مہیا کر کے ثواب حاصل کریں۔ اس کے متعلق نظارت دعوت و تبلیغ میں اطلاع دی جائے۔

مستورات پنجاب کے لئے صنعتی درسگاہیں

پنجاب کے اڑھائی کروڑ باشندوں میں سے آبادی ذکور کی صرف ایک چوتھائی ایسے مشاغل میں مصروف ہے۔ جو اقتصادی حیثیت سے مفید و کار آمد ہیں۔ عورتیں زندگی کی جدوجہد میں بہت کم حصہ لیتی ہیں۔ بجز اس کے کہ ان کی کچھ تعداد کاشتکاری اور پارچہ بافی میں مرد کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں اکثر گھروں میں ایک مرد کمانے والا ہوتا ہے۔ اور باقی تمام افراد خرچ کرنے والے۔ آمدنی میں اضافہ کی کوئی صورت نہیں۔ اور بالخصوص مستورات کا حصول معاش کے لئے ہاتھ پیر ہلانا عار سمجھا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ افلاس عام ہے۔ اور بعض گھروں کی حالت تو بالکل ناگفتہ بہ ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے اس حالت کو محسوس کر کے ۱۹۲۳ء میں شہر لاہور میں ایک زنانہ صنعتی درسگاہ قائم کی بعد میں لیڈی مینارڈ انڈسٹریل سکول کے نام سے ایک اور عظیم الشان درسگاہ وجود میں آئی۔ ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ نے ایک تعلیم یافتہ خاتون کو زنانہ صنعتی تعلیم کی تنظیم کیلئے مقرر کیا۔ جس نے اس بارہ میں وسیع پروپیگنڈا کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت صوبہ بھر میں ۱۲ سرکاری اور غیر سرکاری زنانہ صنعتی مدارس ہیں۔ جن میں تقریباً ۱۲۰۰ طالبات صنعتی و حرفتی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ایک ہزار کے قریب طالبات ان درسگاہوں سے فارغ التحصیل ہو کر زندگی کے دن آرام و آسائش سے گزار رہی ہیں۔ درسگاہوں کے نام ذیل میں اس غرض سے دیئے جاتے ہیں۔ کہ مستورات ان میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کریں۔

(الف) سرکاری درسگاہیں (۱) گورنمنٹ زنانہ انڈسٹریل سکول لاہور (۲) لیڈی مینارڈ انڈسٹریل سکول لاہور۔

(ب) پرائیویٹ درسگاہیں۔ جن کو محکمہ صنعت و حرفت کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف سے امداد ملتی ہے۔)

(۳) مارگرٹ اروِنگ انڈسٹریل سکول انبالہ۔ (۴) میونسپل انڈسٹریل سکول فار گرلز لدھیانہ۔

(۵) سرسوتی گرلز انڈسٹریل سکول امرتسر (۶) دارالخواتین انڈسٹریل سکول امرتسر

(۷) آریہ سماج انڈسٹریل سکول ملتان (۸) مجلس امداد نسواں کا صنعتی سکول لائل پور۔

(۹) سی۔ ایم۔ ایس۔ انڈسٹریل ہوم لاہور

(ج) پرائیویٹ درسگاہیں۔ (جو محکمہ صنعت وحرفت کی تسلیم کردہ ہیں۔ اور جن کو محکمہ مذکور مدد دیتا ہے) (۱۰) گورونانک انڈسٹریل سکول جیٹھو وال (۱۱) مسلم گرلز انڈسٹریل سکول پانی پت (۱۲) سناتن دھرم انڈسٹریل سکول لاہور۔

ان زنانہ صنعتی مدارس کے لئے گورنمنٹ پنجاب نے جو نصاب مقرر کیا ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ان مدارس کی دو قسمیں ہیں قسم الف میں نصاب تعلیم کی میعاد ایک سال ہے جس کے اختتام پر کامیاب طالبات کو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ ان مدارس میں مندرجہ ذیل کام سکھائے جاتے ہیں۔

(الف) لازمی مضامین۔ سلائی کا کام اور لباس کی ساخت

(ب) اختیاری مضامین۔ کم سے کم ایک یا زیادہ سے زیادہ دو مضمون ذیل کی فہرست سے لینے ضروری ہیں۔

(۱) بننا اور لیس فیتہ کا کام (۲) چپٹی اور گول مشینوں کے ذریعہ جراب سازی۔ (۳) کھلونہ سازی اور ہانڈی کا کام (۴) پارچات کی دھلائی۔ (۵) کشیدہ کاری (۶) کھانا پکانا (۷) نقشہ کشی اور مصوری (۸) بننا (جس میں نواڑ۔ گوٹا اور گلوبند بننا شامل ہے۔) (۹) مشین کے ذریعہ کشیدہ کاری (۱۰) بید اور پٹھے کی چٹائیاں۔ ٹوکریاں وغیرہ بنانا۔ چمڑے کا کام۔ نمونہ ب کے سکول میں دو سال کا کورس ہے۔ جس کے خاتمہ پر کامیاب طالبات کو ڈپلومے دئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے مدارس میں ذیل کے مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔

لازمی مضامین:۔ (الف) سلائی اور لباس کی ساخت (ب) کشیدہ کاری۔

اختیاری مضامین:۔ کم از کم ایک یا زیادہ سے زیادہ دو مضامین مندرجہ ذیل فہرست سے لینے ضروری ہیں۔

(۱) سلائی اور لیس فیتہ کا کام (۲) چپٹی اور گول مشینوں کے ذریعہ سے جراب سازی (۳) کھلونے بنانا اور ہانڈی کا کام (۴) پارچات کی دھلائی (۵) کھانا پکانا (۶) نقشہ کشی اور مصوری (۷) بننا (۸) مشین کے ذریعہ کشیدہ کاری (۹) بید اور پٹھے کے ذریعہ ٹوکریاں چٹائیاں وغیرہ بنانا۔ (۱۰) چمڑے کا کام

مزید اور مفصل کیفیت انڈسٹریل انسپکٹرس کلاس لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

محافظ اٹھرا گولیاں

بے اولادوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا قبل از وقت حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ عوام ایسے اٹھرا اور اطباء و ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے۔ جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد بیٹھے ہیں۔ ہم دعویٰ اور یقین کی بنا پر بہانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ اس مرض کا اکسیر اور مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب ارسطوئے زمان مولانا حکیم نور الدین شاہی طبیب سے سیکھ کر اور بحکم حضور محافظ اٹھرا گولیاں ایجاد کیں۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا سے بطور احتیاط رجسٹرڈ کرالیں۔ تاکہ دیگر دوا فروشوں کی دست برد سے محفوظ رہ سکیں۔ تاکہ پبلک کسی دھوکہ باز کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ ہزاروں لوگوں کی یہ مجرب و آزمودہ گولیاں ہمارے دواخانہ سے قریباً گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے اصل اور صحیح دستیاب ہونی ناممکن ہیں۔ ہمارے علاج سے ہزاروں مریضوں کو خدا کے فضل سے کامل شفا ہوئی ہے۔ جسے ہم تحدیث نعمت کے طور پر اپنے دواخانہ کے لئے موجب فخر گردانتے ہیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری نایاب "محافظ اٹھرا گولیاں" طلب کر کے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔

اصل قیمت فی تولہ سوا روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ گیارہ تولے یکمشت منگوانے والے سے صرف گیارہ روپے۔

نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ سے تمام مجرب ادویہ برائے امراض زنان و مردان بچوں اور طاقت اور امراض چشم برعایت مل سکتی ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کریں۔ اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہیں۔ لہذا تمام ادویہ صحیح اور کامل اور پوری احتیاط سے اور خاص طبی طریق سے تیار کی جاتی ہیں۔

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی

قادیان۔ پنجاب

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ۔ ہل۔ بیل چکی یعنی خراس۔ چارہ کترنے کی مشینیں فلور ملز۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشینیں۔ وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجنیئرز بٹالہ پنجاب

تیس ہزار روپیہ انعام

ختم نبوت پر گو بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر کتاب لاجواب "قرآن مبین محیط ابواب المعانی خاتم النبیین" میں ساڑھے سات سو آیات اور احادیث ختم نبوت پر سیر کن عام فہم اردو میں بحث کی گئی ہے۔ باضابطہ تردید کرنے والے کو تیس ہزار روپیہ انعام۔ قیمت ایک روپیہ ۸ آنے

نصیر بک ایجنسی۔ قادیان

رشتہ مطلوب ہے

ایک مخلص نوجوان احمدی جس کی عمر ۲۵ سال کی ہے۔ اور محکمہ ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی گوجرانوالہ ڈویژن لاہور میں ٹھیکہ دار ہے۔ بھٹی قوم سے ہے اس کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اس کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی شریف الطبع ہو۔ ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ پتہ ذیل پر خط وکتابت کی جائے۔

منشی خادم علی احمدی مختار سردار کرتار سنگھ صاحب ٹھیکہ دار کلاس والہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ و سکرٹری انجمن احمدیہ کھیوہ کلاس وال

کٹ پیس منگوانے سے پہلے

ٹریکٹ کٹ پیس بکفوک لسٹ مفت منگوا کر ملاحظہ کریں۔

مینیجر دی فٹ کوٹ کمپنی رنچھوڑ لائن کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۴ر فروری کو دہلی میں ہؤا۔ جس میں مسلمانوں کے بارہ میں حکومت کشمیر کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی گئی۔ اور ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ جو سر آغا خان کے ساتھ مسلم مفاد کے تحفظ کے مسئلہ پر گفت و شنید کرے گی۔

حکومت کشمیر کا ۵ فروری کا ایک اعلان مظہر ہے کہ صورت حال پر سکون ہے۔ پلوامہ میں فوج کے فائروں سے جو لوگ زخمی ہوئے تھے۔ ان میں سے ۷ فوت ہو چکے ہیں۔

تحفظ ریاست ہائے ہند کے قانون کا مسودہ ۵ فروری کو کو اسمبلی میں پیش ہؤا۔ اس پر مختلف تقریریں ہوئیں۔ اور کہا گیا۔ کہ بعض ادنیٰ درجہ کے ذلیل جرائد ریاستوں کے لئے وبال جان بنے ہوئے ہیں۔ یہ ڈاکوؤں کی ٹولی ہے۔ جو ریاستوں کو سخت تنگ کرتی ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ ایک دن ایسا آئیگا۔ تب خالق اکبر کے سامنے والیان ریاست کو یکہ و تنہا جواب دینا پڑے گا۔ اور سول روس کا کوئی قانون وہاں ان کی حفاظت نہ کر سکے گا۔

بلوچستان میں تعلیم کا انتظام کرنے اور اس صوبہ کو اصلاحات دئے جانے کے لئے وہاں تحریک شروع ہوئی ہے۔ میر عبد العزیز کرد کو چند روز ہوئے حکومت نے اس وجہ سے گرفتار کر لیا تھا۔ کہ وہ اس تحریک کو چلا رہے تھے۔ اب ان کے بعد عبد الصمد خاں اچک زئی کو اسی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

میر واعظ ہمدانی جنہیں ایک سال کے لئے کشمیر سے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ ۵ فروری کی شام کو لاہور پہونچ گئے۔ بعض اصحاب نے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔

رامپور سٹیٹ گزٹ میں ۴ فروری کو اعلان کیا گیا ہے کہ ہز ہائی نس نے میونسپل بورڈ رام پور کو بلدیہ کے بیشتر امور پر کامل اقتدار عطا کر دیا ہے۔ اور آئندہ بورڈ کا صدر منتخب ہؤا کرے گا۔ بورڈ میں دو تہائی ممبر منتخب اور ایک تہائی نامزد ہؤا کریں گے۔ ایک نامزد رکن پسماندہ جماعتوں میں سے ہؤا کرے گا۔

نواب صاحب چھتاری نے ۳ فروری کو علی گڑھ میں صوبجات متحدہ کے زمینداروں کی تیسری کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ زمیندار اگر اپنے آپ کو منظم کر کے بہترین لوگوں کی متابعت نہ کریں گے۔ تو ان کا مستقبل نہایت تاریک ہے آپ لوگ سخت خطرہ میں ہیں۔ آئندہ انتخابات کے لئے آپ کو ہر ضلع میں انجمنیں قائم کرنی چاہئیں۔

دہلی سے ۶ر فروری کی خبر ہے کہ صدر بازار کی ایک گلی میں بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک مزدور جو گلی میں کام کر رہا تھا۔ زخمی ہو گیا ابھی تک اس واقعہ کی تفصیلات نہیں آئیں۔ اور نہ ہی کوئی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔

پشاور سے ۶ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ صوبہ سرحد کا ایک انقلاب پسند مفرور علاقہ غیر میں مقیم تھا۔ جسے علاقہ مہمند میں کسی نے گولی کا نشانہ بنا دیا۔

ممبران اسمبلی نئی دہلی سے ۶ فروری کو اعلان کیا ہے۔ کہ انڈین فلم انڈسٹری کو ترقی دینے کے لئے وہ اسمبلی کی چند فلموں میں بطور ایکٹر کام کریں گے۔

شنگھائی سے ۷ فروری کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ صوبہ ننگیا پر باغی جنرل نے قبضہ کر لیا ہے۔ اور سرکاری افواج کے ۴ ہزار سپاہی قتل کر دئے گئے ہیں۔

ماسکو سے ۵ فروری کی خبر مظہر ہے کہ چینی ترکستان میں ننگیانگ کی صوبجاتی گورنمنٹ اور تنگان افواج کے درمیان زبردست جنگ شروع ہے۔ موخر الذکر فوج کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور وہ ہتھیار ڈال رہی ہے۔

برطانی پارلیمنٹ کے ایک ممبر کیپٹن کزالٹ نے ۱۷ فروری کو مسٹر چیٹی صدر اسمبلی کی صدارت میں اسمبلی کے ممبران کے سامنے ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ برطانیہ نے ہندوستان کی خدمت کی ہے اور اس لئے ہمیں یہاں رہنے کا حق ہے۔ ہندوستان کو چاہیئے۔ کہ وائٹ پیپر کو منظور کرے۔ اور مستقبل قریب میں ہندوستانی کانسٹی ٹیوشن نمایاں ترقی کر جائے گا۔ نیشنل گورنمنٹ کے قیام کے بعد برطانی پالیسی میں نمایاں تبدیلی ہو گئی ہے۔

یو۔پی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ نیچ ذات سمجھی جانے والی اقوام کے لڑکوں کو کسی ایسے سکول میں جسے پبلک روپیہ سے امداد ملتی ہو۔ داخل کرنے سے انکار نہ کیا جائے۔

برطانی سفارت کابل کے فوجی مشیر کی کوٹھی کو ۳۔۴ فروری کی درمیانی شب آگ لگ گئی۔ اگرچہ کوئی جان ضائع نہیں ہوئی لیکن ۲۰ ہزار روپیہ کی مالیت کا اسباب آگ کی نذر ہو گیا۔

لاہور سنٹرل جیل میں ایک قیدی کو غلطی سے پھانسی دئے جانے کے متعلق ایک ممبر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ۵ فروری کو پارلیمنٹ میں وزیر ہند نے کہا۔ کہ جوڈیشل برانچ کے سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے خلاف کارروائی کافی سمجھی گئی ہے۔

مہاراجہ کپورتھلہ کے سکرٹری سوامی دیجے کمار کو ریاست نے جلاوطن کر دیا ہے۔ اس کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے شہر میں ہندوؤں نے ہڑتال کی۔ اور جلسہ کیا گیا۔

دارالعوام میں ایک ممبر نے مشورہ دیا کہ چونکہ ہندوستانی گریجوایٹوں کو کام نہیں ملتا۔ اس لئے یونیورسٹی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد محدود کر دی جائے۔ وزیر ہند نے کہا۔ کہ یہ ہندوستانی یونیورسٹیوں کا کام ہے۔ مگر میری رائے میں پابندی مفید نہ ہوگی۔

پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے ۵ فروری کو دریافت کیا کہ مدناپور اور کونٹائی میں لوگوں کو فوجی مارچ دیکھنے اور برطانی جھنڈے کو سلام کرنے کیلئے کیوں اور کس قانون کے ماتحت مجبور کیا گیا۔ سول آبادی کو ملٹری پریڈ پر حاضر ہونے کا حکم دینے کا کوئی قانون نہیں۔ وزیر ہند نے کہا کہ ہندوستان سے اطلاعات طلب کی گئی ہیں۔ اور آئندہ ہفتہ مفصل جواب دیا جائے گا۔

لنڈن کے ایک ہسپتال میں حیرت ناک عمل جراحی کی ایک خبر موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دو برس کی عمر میں چیچک کی وجہ سے ایک بچہ نابینا ہو گیا۔ ایک ماہر چشم نے دیکھا۔ کہ اس کے ڈھیلے خراب ہو گئے ہیں۔ اور مزید کوئی نقص نہیں۔ اس لئے اس نے ایک اندھی عورت کے ڈھیلے نکال کر اسے لگا دئے۔ اور اس طرح اس کی بینائی درست کر دی۔

لارڈ ولنگڈن کی ہمشیرہ مسز مارشل برکس کا لنڈن میں ۵ فروری کو انتقال ہو گیا۔ آپ ایک لمبے عرصہ سے بیمار تھیں۔

فیروزپور سے ۷ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک قریبی گاؤں میں ایک سکھ کے ہاں بعض ڈاکو پناہ گزیں تھے۔ کہ پولیس پہونچ گئی۔ دونوں میں مقابلہ شروع ہو گیا۔ ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک دونو جانب سے گولیاں چلتی رہیں۔ ایک کنسٹیبل اور دو ڈاکو ہلاک ہو گئے اور چند زخمی۔ ایک زخمی ڈاکو گرفتار کر لیا گیا۔

مظفرپور سے ۷ فروری کی خبر ہے کہ سیتا مڑھی کی فضاء ۵ فروری سے گونج رہی ہے۔ اور زمین کے نیچے سے آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ لوگ سہمے ہوئے ہیں۔ کہ کہیں پھر زلزلہ نہ آ جائے۔

مہاراجہ دربھنگہ نے اعلان کیا ہے کہ دربھنگہ شہر کی از سر نو تعمیر کے لئے وہ ۲۵ لاکھ روپیہ دیں گے۔

حکومت کشمیر نے ۷ فروری کو اعلان کیا ہے کہ کل بیج بہاڑہ میں مسلمانوں نے ایک جلوس نکالا۔ اور جو پولیس اسے منتشر کرنے گئی۔ اس پر حملہ کر دیا۔ اس پر فوج نے چار دفعہ گولی چلائی۔ تین اشخاص زخمی ہو گئے۔ اگر حالات روبہ اصلاح نہ ہوئے۔ تو کرفیو آرڈر نافذ کئے جانے کی توقع ہے۔ اور اگر جیسا کہ افواہ ہے۔ جتھے بھیجے گئے۔ تو گورہ فوج بلائی جائے گی۔

پیرس سے ۶ فروری کی خبر ہے کہ ڈالڈیر حکومت کے خلاف پہلا مظاہرہ حسب توقع کیا گیا۔ اور مظاہرین کا پولیس سے خوفناک تصادم ہؤا۔ ۲۳ کنسٹیبل اور دو سو مظاہرین زخمی ہوئے۔ ۶ مظاہرین ہلاک ہو گئے۔ ہجوم نے وزارت کے دفتر کو آگ لگا دی۔ جس سے کئی افسر جھلس گئے۔ بازاروں میں بھی سخت ہنگامہ بپا ہؤا۔ دیگر شہروں سے بھی [illegible]

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل

قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند سے ۱۳

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عہ

جلد ۲۱	مطابق ۱۳ فروری سنہ ۱۹۳۴ء	یوم سہ شنبہ	۲۸ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۲ھ	نمبر ۹۷

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ ۔ صہ ۲

بانی آریہ سماج کی عجیب پوزیشن صہ ۳

گاندھی جی ہندوؤں کی نظر میں صہ ۴

احمدیت کے اصول (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی معرکۃ الآرا تقریر بمقام قصور) صہ ۵

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت دسمبر ۱۹۳۳ء ۔ سرکاری اعلان ۔ نمونہ جیاتِ زلزلہ کے متعلق چشم دید بیانات صہ ۹

اشتہارات ۔ صہ ۱۰

خبریں ۔ صہ ۱۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۰۔ فروری آٹھ بجے صبح بذریعہ موٹر چند دنوں کے لئے مالیرکوٹلہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو حضور نے ان ایام کے لئے مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا

نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کے نصاب اور تعلیم میں اصلاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو کمیشن مقرر کیا۔ اور جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن۔ جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال۔ ایم اے ناظر اعلیٰ ۔ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحبان نصرت گرلز ہائی سکول مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول پر مشتمل ہے۔ اُس نے اپنا کام ۱۰۔ فروری سے شروع کر دیا ہے ۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے تمام مبلغین ۱۲۔ فروری کو اپنے حلقہ جات میں بغرض تبلیغ روانہ کر دیئے گئے ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توکل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے

فرمایا" توکل کرنے والے ۔ اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے۔ اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی۔ سنت اللہ یہی چلی آتی ہے۔ کہ جو لوگ دُنیا کو چھوڑتے ہیں۔ وُہ اس کو پاتے ہیں۔ اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ وُہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے ۔ وُہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں۔ تو وُہ لا حاصل ہے۔ کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں۔ جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دُنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیاء گزرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا کی عبادت کی۔ مگر خدا نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔ ہم نے بٹالہ میں ایک پیرزادہ کو دیکھا۔ کہ وُہ اپنی زمین کے مقدمات کے واسطے غبار آلودہ ہوا کسی ڈپٹی کے پیچھے پھرتا تھا۔ میں حیران ہوا کہ اگر اس شخص میں سچی نیکی ہوتی۔ اور یہ خدا پر توکل کرنے والا ہوتا۔ تو ایسے مکدرات میں کیوں گرتا"۔ (الحکم ۱۷ اگست سنہ ۱۹۰۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

قبولیت دعا

چودھری قائم خان صاحب ساکن کوہالی کا لڑکا مسمی عبد اللہ خان ایک فوجداری مقدمہ میں معہ دس آدمیوں کے قید ہوگیا۔ شروع دسمبر ۱۹۳۳ء میں حافظ فتح محمد صاحب احمدی کوہالی میں تشریف لائے۔ اور چودھری قائم خان صاحب نے کہا۔ کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے لکھیں۔ اگر میرا لڑکا رہا ہوجائے۔ تو میں معہ اہل و عیال احمدیت قبول کر لوں گا۔ حافظ صاحب نے مجھ سے حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھوایا۔ پانچ چھ روز کے بعد اس کا جواب آیا۔ کہ حضرت صاحب نے عبد اللہ خان کی رہائی کے لئے دعا کی۔ خدا تعالےٰ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو قید سے رہائی دے گا۔" چنانچہ حضور کی دعا قبول ہوئی۔ اور اعلےٰ عدالت سے عبد اللہ خان صاحب معہ اپنے ساتھیوں کے یکم فروری کو رہا ہوگئے۔ خاکسار عاشق محمد خان ڈھیسیاں ضلع گورداسپور۔

درس قرآن

۱۔ حسب الحکم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز موسیٰ بنی میں مولانا عبد الرحیم صاحب نے درس دینا شروع کر دیا ہے۔ علاوہ احمدی احباب کے غیر احمدی دوست بھی شریک ہوتے ہیں خاکسار ریاض الدین از موسیٰ بنی۔

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ کے زیر اثر بندہ نے مستقل طور پر درس قرآن بوقت شام شروع کر دیا ہے۔ خاکسار عطا محمد قلعہ شیخوپورہ

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک کے ماتحت محمود آباد اسٹیٹ (سندھ) کے احمدی احباب نے باقاعدہ درس قرآن کریم شروع کر دیا گیا ہے۔ خاکسار خوشی محمد بی۔ ایس سی منیجر محمود آباد اسٹیٹ (سندھ)

۴۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ ۲۶۔ جنوری ۱۹۳۴ء مندرجہ اخبار الفضل یکم فروری کے ماتحت جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ نے ۷۔ فروری ۱۹۳۴ء سے درس قرآن کریم کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ خاکسار بعد نماز صبح مسجد احمدیہ میں درس دیتا ہے خاکسار مرزا عبد اللہ بیگ از مالیر کوٹلہ۔

۵۔ خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی سابقہ تحریکوں کی تعمیل میں درس القرآن کے تین دور پاک پٹن میں ختم کر چکا ہے چوتھے دور میں دس پارے ختم ہو چکے ہیں۔ خاکسار غلام احمد۔ ایڈووکیٹ۔ پاک پٹن۔

شکریہ

محترمہ سلطانہ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ شیخ محمد محسن صاحب بنت شیخ مشتاق حسین صاحب گوجرانوالہ نے دس روپے کا منی آرڈر بھیجکر دو غیر مستطیع اصحاب کے نام چھ چھ ماہ کے لئے اخبار الفضل مفت جاری کرا دیئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے (منیجر الفضل)

دہلی میں آریہ سماج سے مناظرہ

یکم فروری ۱۹۳۴ء کو جماعت احمدیہ دہلی کا آریہ سماج چاوڑی بازار کے ساتھ نکتی کے مضمون پر مناظرہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ماسٹر محمد حسن صاحب آسان مناظر تھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس مناظرہ میں خاص کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ہمارے دوستوں کے سامنے بعض ہندوؤں نے اقرار کیا۔ کہ جماعت احمدیہ کا مناظر اپنے طرز بیان۔ اور دلائل کے لحاظ سے آریہ سماج کے مناظر پر غالب تھا۔ ماسٹر آسان صاحب کو آریہ سماج کے عقائد اور ان کے متعلقہ مضامین پر خاص عبور حاصل ہے۔ اور جماعت دہلی عموماً ان کی خدمات سے فائدہ حاصل کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ موصوف کو جزائے خیر دے۔ خاکسار عبد الواحد از دہلی

قرض کی تحریک میں شریک ہونے والوں کیلئے ضروری اعلان

گزشتہ پرچہ میں ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک شائع کی گئی ہے۔ اس کی طرف احباب کو جلد سے جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کا انتظار نہ کیا جائے۔ کہ مارچ کے شروع میں رقوم ارسال کی جائیں گی کیونکہ ضرورت فوری ہے۔

اگرچہ اس قرضہ کی واپسی کے متعلق گزشتہ مضمون میں تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ اور یقین دلایا جا چکا ہے۔ کہ مقررہ میعاد کے اندر اندر انشاء اللہ سب رقوم بے باق کر دی جائیں گی۔ اس بارے میں مزید گزارش یہ ہے کہ بذریعہ قرعہ اندازی ماہوار واپسی کی رقم ایک ہزار ہوگی۔ اور پانسو روپیہ ہر ماہ اس غرض سے علیحدہ رکھا جاتا رہے گا۔ کہ اگر کسی بھائی کو فوری طور پر روپیہ واپس لینے کی ضرورت پیش آجائے۔ تو اسے قرعہ اندازی میں نام نکلنے یا میعاد ختم ہونے تک انتظار میں نہ رکھا جائے۔ بلکہ فوراً رقم ادا کر دی جائے۔ یہ صورت نہایت ہی موزون اور مناسب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے گھر میں روپیہ رکھنے کی بجائے سلسلہ کے بیت المال میں رکھ کر ثواب حاصل کیا جائے۔ اور جب ضرورت ہو۔ واپس لے لیا جائے۔ پس جو اصحاب کم از کم سو روپیہ تک اس مد میں دے سکتے ہوں۔ انہیں فوراً اپنی رقوم جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ قادیان کے نام ارسال کر دینی چاہئیں۔

تبلیغی ٹریکٹوں کی ضرورت

خاکسار انشاء اللہ تعالےٰ ۲۴۔ اپریل ۱۹۳۴ء تک بغرض تبلیغ اضلاع سرگودھا۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ سیالکوٹ کا سفر اختیار کرے گا۔ جو احباب تبلیغی ٹریکٹ رستہ میں تقسیم کرنے کے لئے بھیج سکتے ہوں بھیجدیں۔ خاکسار (ماسٹر) محمد شفیع شاد مدرسہ مٹھہ ٹوانہ سٹیشن۔ ضلع سرگودھا۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کا بچہ بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد امین۔ از لاہور۔ ۲۔ مکرمی محمد سلیمان صاحب بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا کریں۔ خاکسار محمد شفیع خاں مظفر نگر ۳۔ عزیز مسعود احمد سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار ڈاکٹر نور احمد۔ چک عتہ ۳۰ ج۔ ب۔ ۴۔ عاجز کی اہلیہ بیمار ہے صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار خواجہ محمد شریف۔ از قادیان۔

۵۔ احباب میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ خاکسار سبحان علی از دہلی۔ ۶۔ میرا لڑکا محمد بشیر بیمار ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور احباب جماعت سے استدعا ہے۔ کہ اسکی صحتیابی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد شریف ڈیرہ بابا نانک۔ ۷۔ میرے بھائی۔ اور بھاوجہ کے لئے احباب دعا کریں خاکسار محمد عبد الحق۔ بھوماں وڈالہ ضلع امرتسر

۸۔ میرے بھائی عبد الحمید صاحب کا پاؤں خراب ہوگیا تھا۔ اس کا اپریشن کیا گیا ہے احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الرشید از قادیان۔

دعائے مغفرت

۱۔ میرے دادا جناب میاں قطب الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ چند روز بیمار رہ کر ۲۹۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو اپنے وطن۔ موضع گھوگھیاٹ ڈاک خانہ میانی ضلع شاہ پور میں وفات پا گئے ہیں۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان۔ ۲۔ میری نانی صاحبہ نواب بی بی اہلیہ جناب پیر برکت علی صاحب مرحوم ساکن ارنمل ضلع گجرات ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۴ء کو فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نہایت نیک اور سخی تھیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار پیر عبد العلی چک نمبر ۲۴۔ سندھ۔

ضروری اعلان

زلزلہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مضمون ختم فرما دیا ہے۔ اور پریس میں چھپنے کے لئے دیدیا گیا ہے جس قدر تعداد میں جماعتیں منگوانا چاہیں۔ بہت جلد اطلاع دیں۔ تاکہ اس کے مطابق چھپوایا جائے۔ اسکی قیمت ۱۲/ سینکڑہ ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ شوال ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

بانیٔ آریہ سماج کی عجیب پوزیشن

آریہ "ستیارتھ پرکاش" کو قابل عمل نہیں سمجھتے

عقدہ لاینحل

آریہ سماج میں بانیٔ آریہ سماج کی پوزیشن ایک عقدۂ لاینحل بنی ہوئی ہے۔ بے چارے آریہ سماجی نہ تو انیسویں صدی کے اس "مہرشی" کے عجیب و غریب احکام اور ارشادات پر عمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وُہ نہ صرف اپنی نوعیت کے لحاظ سے ناقابلِ عمل ہیں۔ بلکہ عقلِ سلیم اور فطرت انسانی کے خلاف ہونے کے باعث غیرت و حمیت کش بھی ہیں۔ اور نہ ویدک دھرم کے "اس مصلح اعظم" کے جُوئے سے اپنی گردن نکالنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح انہیں اپنے دھرم میں حسب منشار کتر بیونت کرنے کا موقعہ حاصل ہے۔

آزاد خیال آریہ

ظاہر ہے۔ کہ کوئی معقول پسند اور آزاد خیال آریہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ خاص کر اس حالت میں جبکہ اس پر یہ بات واضح ہو چکی ہو۔ کہ بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانند جی نے کئی باتیں ایسی بیان کی ہیں۔ جو ویدوں کے صریح خلاف ہیں۔ اور جن سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ویدوں کے منتروں کے مطالب سمجھنے میں سخت غلطی کھائی ہے۔ انہی حالات میں آریہ سماج کے ایک بہت بڑے وِدوان پنڈت وشو بندھو صاحب ایم۔ اے پرنسپل برہم مہا ودیالہ لاہور اور ان کے ہم خیال اصحاب نے بانیٔ آریہ سماج کی کئی باتوں سے کھلم کھلا اپنے اختلاف کا اظہار کیا۔ اور دلائل کے ساتھ یہ دعوٰے کیا۔ کہ

"سوامی دیانند نے ویدوں کے ترجمہ میں غلطیاں کی ہیں۔ اور کوئی ودوان ان کے مطالب کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ ویدوں کے متعلق سوامی دیانند جی کی یہ تھیوری کہ وید الہامی ہیں۔ اور سرشٹی اتپن ہوتے ہی (یعنی دُنیا کی پیدائش کے ساتھ ہی) چار رشیوں پر نازل ہوئے قطعی بے بنیاد اور فرضی ہے۔" (شیر پنجاب ۷ جنوری)

آریوں کی بے جا کوششیں

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آریہ سماجی ان کی باتوں پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور کرتے۔ اور جُرأت و حوصلہ کے ساتھ بانیٔ آریہ سماج کی غلطیوں کا اعتراف کر لیتے۔ مگر ایسا نہ کیا گیا۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ کوشش کی گئی۔ کہ زبانی منت و سماجت کرنے کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ دباؤ ڈال کر پنڈت وشو بندھو جی کا مونہہ بند کر دیں لیکن جب اس میں انہیں کامیابی نہ ہُوئی۔ تو آریہ پرادیشک پرتی ندی سبھا کا جنرل اجلاس منعقد کر کے پنڈت صاحب موصوف کو اپنے ڈھب پر لانے کی کوشش کی گئی۔ اس موقعہ پر جہاں پنڈت صاحب کو مرعوب کرنے کے لئے "آچاریہ پد" سے برطرف کرنے کا ریزولیوشن پیش کیا گیا وہاں ان کی منت و سماجت کرنے میں بھی حد کر دی گئی۔ مہاتما ہنسراج جی جنہیں اس وقت آریہ سماج میں سب سے بڑا درجہ حاصل ہے۔ اور جن کے پایہ کا کوئی اور آریہ لیڈر نہیں سمجھا جاتا۔ انہوں نے بھرے اجلاس میں پنڈت صاحب موصوف کو مخاطب کر کے کہا "میری آواز میں اگر کوئی اثر ہے۔ تو میں ان کے پاؤں پر ہاتھ رکھتا ہوں۔ کہ وُہ اس مشکل سے آریہ سماج کو بچائیں۔ ایک بار پھر میں بڑے نمر بھاؤ سے نویدن کرتا ہوں۔ کہ میں ان کے پاؤں چومتا ہوں۔ وُہ اس اپیل کو مان لیں۔ اور سب لوگ ان کے احسان مند ہونگے"

آریوں کی آہ وزاری

مندرجہ بالا الفاظ پیش کرتا ہُوا اخبار "آریہ ویر" (۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء) لکھتا ہے:۔

"مہاتما جی جب یہ کہہ رہے تھے۔ تو ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ مہاتما جی خود بھی اس وقت آنسو ضبط نہ کر سکے۔ شری سوامی سروا نند جی بھی پاس ہی بیٹھے تھے۔ انہوں نے پنڈت وشو بندھو جی سے کہا۔ کہ اب موقعہ ہے۔ اوارتا دکھلاؤ۔ اور جھگڑا ختم کرو۔ لیکن پنڈت وشو بندھو خاموش رہے"

اس سے ایک طرف تو پنڈت وشو بندھو جی کی اس پوزیشن کا پتہ لگتا ہے جس نے مہاتما ہنسراج جی ایسے آریہ لیڈر کو ان کے پاؤں چومنے۔ اور ان کے سامنے آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ اور دوسری طرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے بانیٔ آریہ سماج سے اختلافات کوئی معمولی اختلافات نہیں۔ بلکہ ایسے اہم اور اتنے قوی ہیں۔ کہ ان کے مقابلہ میں مہاتما ہنسراج جی۔ اور تمام دوسرے آریوں کے آنسو پنڈت جی کو بال بھر بھی ان سے نہ ہٹا سکے۔

آریوں کا آخری حربہ

آخر متفقہ طور پر نہیں۔ بلکہ کثرت رائے سے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا گیا۔ کہ "پنڈت وشو بندھو کو دیانند براہم مہا ودیالہ لاہور کے آچاریہ پد سے پرتھک کر دیا جائے"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ گو آریوں میں ابھی کثرت ایسے لوگوں کی ہے جو بانیٔ آریہ سماج کی ہر بات کو عقل و فکر سے کام لئے بغیر اندھا دھند زبانی طور پر ماننے کے حق میں ہیں۔ خواہ عملی طور پر ان کا بھی وُہی رویہ ہو۔ جو پنڈت وشو بندھو جی کا ہے۔ تاہم ان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کھلم کھلا رشی دیانند جی کی غلطیوں کا اقرار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پرتی ندی سبھا کا جنرل اجلاس پنڈت وشو بندھو جی کے خلاف متفقہ ریزولیوشن نہ پاس کر سکا۔

آریہ سماج اور سوامی دیانند

وُہ آریہ جنہوں نے پنڈت وشو بندھو جی کو محض اس لئے براہم مہا ودیالہ لاہور کے آچاریہ پد سے برطرف کر دیا۔ کہ وُہ بانیٔ آریہ سماج کی طرف بعض غلطیاں منسُوب کرتے۔ اور ان کے بعض خیالات کو نادرست سمجھ کر ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ انہوں نے جہاں اپنے اس دعوے کو غلط ثابت کر دیا۔ کہ "سوامی دیانند محض ویدک دھرم کے ایک پرچارک تھے۔ آریہ سماج انہیں پیغمبر نہیں مانتا۔ اور نہ مسلمانوں کی طرح ان کی نبوت پر ایمان لانا اپنا فرض سمجھتا ہے" (شیر پنجاب ۷ جنوری) وہاں انہوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ "آریہ سماج میں مہرشی دیانند کی وہی پوزیشن ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ جو دوسرے مذاہب میں ان کے بانیوں کی ہے۔ مثلاً سکھ دھرم میں جو پوزیشن گورو نانک دیو کی ہے عیسائی مذہب میں جو پوزیشن حضرت مسیح کی ہے۔ یا اسلام میں جو پوزیشن حضرت محمدؐ کی ہے۔ وُہی پوزیشن بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر سوامی دیانند کی آریہ سماج میں ہونی چاہیئے۔ بالفاظ دیگر جس طرح کوئی سکھ گورو نانک دیو کی بانی سے۔ کوئی عیسائی حضرت مسیح کے خیالات سے۔ اور کوئی مسلمان حضرت محمدؐ کے ارشادات سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کسی آریہ سماجی کو بھی مہرشی دیانند کے خیالات سے اختلاف رائے رکھنے یا اس کے اظہار کی اجازت نہیں" (گورو گھنٹال ۱۳ جنوری)

دو قابل غور باتیں

اس کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ گیا رشی دیانند جی نے ویدک دھرم میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی پوزیشن ایسی مقرر کی ہے جیسی کہ بعض آریہ سماجی انہیں بنانا چاہتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ کیا وُہ آریہ سماجی جنہوں نے پنڈت وشوبندھو جی کو رشی دیانند کی بعض باتوں سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ان کے خلاف شور مچا رکھا۔ اور انہیں آریہ سماج سے نکال دینا ضرور قرار دے رہے ہیں۔ خود عملی طور پر رشی دیانند جی کی تمام باتوں کو درست سمجھتے اور ان پر عمل کر رہے ہیں :۔

رشی دیانند جی کی خود قائم کردہ پوزیشن

پہلی بات کے متعلق تو رشی دیانند جی کے حسب ذیل الفاظ فیصلہ کُن ہیں۔ جو انہوں نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش" کے دیباچہ میں لکھے۔ کہ

"اس کتاب میں بھول چوک یا درست کرنے یا چھاپنے میں کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تو اس کے معلوم ہونے پر جس طرح صحیح ہوگا۔ کر دیا جائے گا۔ جو شخص بنظر عام انسانی ہمدردی کچھ جتائے گا۔ اس کے صحیح ثابت ہونے پر اس کی رائے منظور کی جائے گی"۔

گویا رشی دیانند جی "ستیارتھ پرکاش" کو جسے انہوں نے آریوں کی راہ نمائی کے لئے لکھا۔ اور جس میں درج شدہ امور پر عمل کرنا ضروری قرار دیا غلطیوں سے منزہ نہیں مانتے۔ بلکہ اس میں بھول چوک کا امکان تسلیم کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی بھول چوک بتائیگا تو اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ پس جبکہ "ستیارتھ پرکاش" میں اس کے مصنف کے نزدیک بھی بھول چوک ہوسکتی ہے۔ اور جبکہ نہ صرف کسی آریہ سماجی کا بلکہ خود رشی دیانند جی کا یہ دعوےٰ نہیں کہ ستیارتھ پرکاش" کا ایک ایک لفظ ایشوری گیان ہے۔ یا یہ کہ انہیں ایشوری گیان حاصل تھا۔ اور اس وجہ سے ویدوں کے ارتھ بیان کرنے اور دوسری باتیں پیش کرنے میں انہیں دوسرے انسانوں سے فضیلت حاصل تھی۔ تو پھر پنڈت وشوبندھو جو ایک لائق ودوان انگریزی سندی۔ اور سنسکرت کے عالم ہیں۔ آپ کے دل میں آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کی عزت بھی کسی دوسرے آریہ سماجی سے کم نہیں" (گورو گھنٹال ۱۳- جنوری) جب بھول چوک بتاتے ہیں۔ تو ان کی رائے کیوں منظور نہیں کی جاتی؟ اور کیوں الٹا ان کے خلاف شور مچایا۔ اور آریہ سماج سے خارج کر دیا جاتا ہے :۔

آریوں کا عمل دیانند جی کے احکام کے خلاف

دُوسری بات کے متعلق یہ گزارش ہے۔ کہ اگر سوامی دیانند جی کی کسی غلطی کو غلطی سمجھنا۔ اور اسے اپنے لئے ناقابل تسلیم۔ اور ناقابل عمل قرار دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے۔ کہ اس کا ارتکاب کرنے والا آریہ سماجی نہیں کہلا سکتا۔ اور آریہ سماج میں رہنے کا اُسے کوئی حق نہیں ہوسکتا۔ تو تمام آریوں کو اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ وُہ ستیارتھ پرکاش میں درج شدہ احکام پر کہاں تک عمل کر رہے ہیں۔ اور کیا عملی لحاظ سے وُہ خود بھی اسی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ جس میں پنڈت وشوبندھو جی ہیں :۔

ڈاڑھی نہ رکھنے کے حکم کی خلاف ورزی

سب سے اول تو ہم مہاتما ہنس راج جی کے متعلق ہی یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے نہ معلوم کب سے بڑی لمبی ڈاڑھی اور مونچھیں رکھی ہُوئی ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنا نہ صرف سوامی دیانند جی کے اپنے طریق عمل کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ ان کے ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ سوامی جی "ستیارتھ پرکاش" صفحہ ۲۹۶۔ ایڈیشن چہارم میں تحریر فرماتے ہیں۔

"برہمن کے سولھویں کشتری کے بائیسویں ویش کے چوبیسویں سال میں کیشانت کرم" (بال اتارنا) یعنی حجامت مونڈن ہو جانا چاہیئے یعنی اس رسم کے بعد صرف چوٹی رکھ کر باقی ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال ہمیشہ منڈواتے رہنا چاہیئے۔ اور پھر کبھی نہ رکھنا چاہیئے"۔

اس کے ساتھ ہی اس حکم کی یہ حکمت بیان کی ہے۔ کہ

"سر پر بال رہنے سے گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس سے عقل کم ہو جاتی ہے۔ ڈاڑھی۔ مونچھ رکھنے سے کھانا پینا اچھی طرح نہیں ہوسکتا اور جوٹھا بھی بالوں میں رہ جاتی ہے"۔

ایسے صاف اور واضح حکم کی موجودگی میں مہاتما ہنس راج کا ڈاڑھی اور مونچھیں رکھنا حیرت انگیز امر ہے۔ اور عام آریوں میں تو شاذ ہی کوئی پورے طور پر اس حکم کو قابل عمل سمجھتا ہو :۔

کنواری لڑکیوں کے متعلق حکم کی خلاف ورزی

پھر سوامی دیانند جی نے کنواری لڑکیوں کے متعلق لکھا ہے۔

"حیض آنے سے تین برس بعد لڑکی خاوند تلاش کرے۔ اور جو اپنے لائق ہو۔ اس کو بیاہے"

مگر آریوں نے قطعاً اس حکم کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اور اپنے سوامی کے عطا کردہ حق سے اپنی لڑکیوں کو فائدہ اٹھانے کا کبھی موقعہ نہیں دیتے۔

اولاد کا تبادلہ کرنے کے حکم کی خلاف ورزی

پھر سوامی جی نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ آریوں کو اپنی اولاد اوصاف کے لحاظ سے تبدیل کرتے رہنا چاہیئے۔ مثلاً اگر رام جو برہمن ہے۔ اس کے لڑکے یا لڑکی کی عادات وصفات برہمنوں جیسی نہیں۔ بلکہ شودروں جیسی ہیں۔ تو اسے کسی شودر کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ اور اگر کسی شودر کے لڑکے یا لڑکی میں برہمن کی سی صفات پائی جائیں۔ تو اسے برہمن کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ اس طرح تقسیم اولاد پر سوامی جی نے بے حد زور دیا ہے اور اسے نہایت مفید وضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"جس جس شخص کے جس جس ورن کے لائق اوصاف وکام ہوں۔ اس اس ورن کا اس کو حق دینا ایسی آئین رکھنے سے سب لوگوں کا ترقی کی طرف میلان رہتا ہے۔ کیونکہ اعلےٰ ورنوں کو خوف ہوگا۔ کہ اگر ہماری اولاد جہالت وغیرہ عیب والی ہوگی۔ تو شودر ہو جائے گی۔ اور اولاد بھی ڈرتی رہیگی کہ اگر ہم مذکورہ بالا چلن اور علم والے نہ ہونگے۔ تو شودر ہونا پڑیگا" (ستیارتھ صفحہ ۱۰۶)

مگر آریہ سماج اس وقت تک کی اپنی ساری زندگی میں کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کرسکتی جس میں اس تعلیم پر عمل کیا گیا ہو۔ یعنی کسی برہمن کے لڑکے یا لڑکی کو شودر کے حوالے کر دیا گیا ہو۔ یا کسی شودر کی اولاد کو برہمن نے اپنی اولاد بنا لیا ہو۔ حالانکہ آریہ سماج میں شور مچا ہوا ہے کہ ان کی اولاد دھرم سے بالکل متنفر ہو رہی۔ اور دہریت کی گود میں جا رہی ہے :۔

بیواؤں کی شادی نہ کرنے کی خلاف ورزی

اسی سلسلہ میں ایک نہایت مشہور مثال یہ بھی پیش کی جاسکتی ہے۔ کہ سوامی دیانند جی نے بیوہ عورتوں اور رنڈوے مردوں کی دوبارہ شادی کی قطعی ممانعت کی ہے۔ بخیال خویش ایسی شادی کے کئی ایک نقائص گنائے ہیں اور بالآخر یہ حکم دیا ہے۔ کہ" برہمن۔ کھشتری۔ اور ویش ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویرج مرد (جن کی مجامعت ہو چکی ہو) کا پنر وواہ (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہیئے"۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۳۰)

پھر لکھتے ہیں: "دوجوں میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے۔ دوسری بار نہیں"۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۳۴)

لیکن آریہ صاحبان کھلم کھلا اس حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے۔ اور بڑے اہتمام کے ساتھ بیواؤں کی شادیاں کرا رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سوامی دیانند جی نے نیوگ کے متعلق جو حکم دیا ہے۔ اسے بالائے طاق رکھے ہُوئے ہیں۔ اور اس پر ظاہرہ طور پر عمل کرنے کی کوئی ایک مثال بھی پیش کرنے کے لئے تیار نہیں :۔

ان مثالوں سے جن میں اور بھی بہت کچھ اضافہ کیا جاسکتا ہے ظاہر ہے کہ آریہ سماجی خواہ زبانی طور پر دُوسروں کو دکھانے کے لئے بانی آریہ سماج کو کوئی درجہ بھی دیں۔ لیکن عملی طور پر ان کے احکام کو قطعاً قابل عمل نہیں سمجھتے اور کھلم کھلا ان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ان حالات میں پنڈت وشوبندھو صاحب کے خلاف محض اس لئے شور مچانا کہ بالفاظ "گورو گھنٹال" (۱۳- جنوری) "وُہ اپنے خیالات کو بعض دُوسرے آریہ سماجیوں کی طرح مکاری سے چھپاتے نہیں، بلکہ ان کا اظہار کر دیتے ہیں"۔ نہایت ہی بے معنی ہے :۔

گاندھی جی ہندوؤں کی نظر میں

گاندھی جی نے سیاسیات میں ناکامی کے بعد اپنے لئے اب جو میدان عمل تجویز کیا ہے۔ یعنی اچھوت اقوام کو ہندوؤں میں جذب کرنے کی کوشش یہ ان کے لئے پہلے سے بھی زیادہ خاردار ثابت ہوگا۔ کیونکہ ایک طرف تو اچھوت ان پر کسی قسم کا اعتماد نہیں رکھتے۔ اور دوسری طرف راسخ الاعتقاد ہندو انہیں ہندو دھرم کا دُشمن قرار دے رہے ہیں۔ حال میں ورن آشرم سوراجیہ سنگھ کا ایک جلسہ ہوشیارپور میں ہُوا جس میں بڑے بڑے سناتنی پنڈتوں اور سوامیوں نے گاندھی جی کے خلاف پُر زور تقریریں کیں۔ ایک گوسوامی جیون دت نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ" اب گاندھی نے ہمارا دھرم بھرشٹ کر دیا ہے۔ گاندھی کو جو اخبار سناتن دھرمی کہتا ہے۔ وُہ خود بھی سناتن دھرمی نہیں ہے۔ مہاتما گاندھی پولٹیکل میدان میں فیل ہُوا ہے۔ اب تمہیں بھی لے ڈوبے گا۔ گاندھی تو پشاچ ہے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ہے"۔

گوسوامی ویدکل بھوشن نے کہا" گاندھی نہ ہندو ہے۔ نہ مسلمان ہے۔ وُہ سناتن دھرم کی آڑ میں ہمارے دھرم کو نشٹ کرنا چاہتا ہے"۔ (ملاپ ۳ فروری)

33

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کے اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآراء تقریر بمقام قصور

گذشتہ سے پیوستہ

اس تمہید کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات۔ یا مرزا صاحب کو مسیح موعودؑ ماننے یا نہ ماننے کا ہی فرق ہے۔ حالانکہ یہ

تمہیدی باتیں

ہیں۔ اگر ہم یہ سوال اٹھاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری وفات پا گئے۔ تو محض اس لئے کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام سے ثابت کریں۔ کہ آپ کی امت میں سے ہی ایک شخص آئیگا۔ جو مثیل مسیح ہو گا۔ یہ گویا سڑک بنانے کے لئے ہے۔ وگرنہ اصل چیز تو

آنیوالے کا کام اور مقصد

ہونا چاہئیے۔ وفات مسیح علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے مسائل تو محض تمہیدی باتیں ہیں۔ اور آپ کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری قدم ہیں۔ جو اٹھائے گئے۔ وگرنہ کام آپ کے بھی وہی چار ہیں۔ جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ جو چار کام بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اسی زمانہ کے لئے نہیں بلکہ جس طرح اس زمانہ کی قوموں۔ کی اصلاح کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانہ میں آئندہ آنے والی قوموں میں بھی آپ یہ کام کریں گے اور جب ان کے لئے ضرورت ہوگی۔ کہ ان کو بھی قرآن سکھایا جائے۔ ان کا تزکیہ کیا جائے۔ ان پر تلاوت آیات کی جائے۔ اور ان کو حکمت سکھائی جائے۔ تو اسوقت ان کاموں کے کرنے کے لئے پھر ہم آپ کو مبعوث کریں گے چنانچہ

عبداللہ بن سبا

ایک مسلمان تھے۔ جن کا دعویٰ تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آسمان پر گئے ہیں۔ اور پھر آئیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں آپ کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ تو مسلمانوں پر اس آیت کی وجہ سے اس قدر اثر تھا۔ کہ بعض ان میں سے غلطی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

بعثت ثانی کے حقیقی رنگ میں قائل

تھے۔ مگر چونکہ وہ صحابہ کا زمانہ تھا۔ اس لئے ایسی بات زیادہ چلی نہیں پس یہی چار کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرنے ہیں۔ اور یہی

سلسلہ احمدیہ کے اصول

ہیں۔ اول یتلوا علیھم اٰیاتہ۔ اللہ تعالےٰ کی آیات اور اس کے نشانات جن سے خدا نظر آتا ہے۔ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔ اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں اس سوال کو اٹھایا ہے۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے۔ عقلی دلائل صرف یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ کوئی خدا ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ واقعہ میں ہے بھی جیسے عقل سے صرف بادشاہ کی ضرورت ثابت کی جاسکتی ہے۔ اس کا موجود ہونا نہیں بتایا جاسکتا۔ اور عقلی دلائل سے انسان کا دل مطمئن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ خیال کر سکتا ہے۔ ممکن ہے بعض اور دلائل بھی میرے خلاف ہوں۔ جنکا مجھے علم نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ

زندہ خدا

کو پیش کیا جائے۔ یہ سوال آپ نے اس زمانہ میں اٹھایا۔ جب باوجود اس کے کہ اس امت میں کئی اولیاء ایسے گزرے ہیں۔ جو کلام الٰہی کے جاری ہونے کے قائل بلکہ اس سے مشرف تھے۔ مسلمان سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ اب

کلام الٰہی کا دروازہ

بند ہو چکا ہے۔ حالانکہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ صحابہ میں بھی ایسے لوگ تھے۔ جو کلام الٰہی سے مشرف تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہی ایک مشہور واقعہ ہے۔ آپ کے ایک کمانڈر ساریہ تھے۔ آپکو دکھایا گیا۔ کہ وہ خطرہ کی حالت میں ہیں۔ چنانچہ آپ نے خطبہ پڑھتے ہوئے زور سے فرمایا۔ یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل یعنے اے ساریہ پہاڑ کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور یہ آواز ساریہ کو شام میں سنائی دی جبکہ وہ فی الواقعہ خطرہ میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنی فوج کو ہلاکت سے بچالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو ساریہ کی حالت کشف کے ذریعہ ہی دکھائی گئی۔ اسی طرح کے

ہزارہا واقعات

ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود مسلمان مایوس ہو چکے تھے۔ کہ ہم میں اب خدا کا کلام سننے کی اہلیت نہیں۔ سب ترقیات پرانے لوگوں سے ہی وابستہ تھیں۔ مگر

جماعت احمدیہ کے بانی

نے آکر یہ بات پیش کی۔ کہ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اگر انسان اب بھی اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کی محبت اور اخلاص کو دل میں ترقی دے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اپنے آپ کو گداز کرے۔ قرآن پر عمل کرے۔ تو ظلی بروزی طور پر اب بھی

ان برکات سے حصہ

پا سکتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے وہ الہامات پیش کئے۔ جو وقتاً فوقتاً پورے ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کہ دنیا کو قبول کرنے میں گریز کی صورت نہ رہی۔ سوائے اس کے کہ کسی کو تحقیق کا موقعہ نہ ملا ہو۔ یا سوچا نہ ہو۔ یا دل پر زنگ لگ چکا ہو۔ اور کسی نے فیصلہ کر لیا ہو۔ کہ خواہ یہ سچے ہوں میں بہرحال نہیں مانوں گا۔

گذشتہ ایام میں

آپ کا ایک الہام

پورا ہوا ہے۔ جو آپ نے اپنی زندگی میں شائع فرمایا تھا۔ آپ کے وہ الہام تھے۔ جنمیں بتایا گیا تھا۔ کہ ایک ایسے ملک میں جہاں کی حکومت

احمدیوں پر ظلم

کرتی ہوگی۔ وہاں اس حکومت کے مقابل پر ایک ایسی پارٹی کھڑی ہو جائے گی جس کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ مگر وہ حکومت کی طاقتور اور کثیر التعداد فوج پر غالب آجائے گی۔ مگر وہ خود بطور ہتھیار ہوگی۔

اپنی ذات میں کوئی خوبی

نہ رکھتی ہوگی۔ اس لئے اسے مغلوب کر کے اللہ تعالےٰ ملک کے لئے ایک مفید شخص نادر شاہ نامی کو بادشاہ بنائے گا۔ لیکن ابھی وہ ملک میں پورے طور پر امن وامان قائم نہ کرنے پائے گا۔ اور ملکی ترقیات کے لئے اس شخص کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہوگی۔ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اور لوگ افسوس کے ساتھ کہیں گے۔ کہ

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۵ء میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ۱۹۲۸ء میں ان واقعات کا ظہور شروع ہوا۔ جو اس پیشگوئی سے متعلق تھے۔ دنیا میں صرف

افغانستان کی حکومت

ہی ایسی ہے۔ جو احمدیوں پر بطور حکومت تشدد اور سختی کرتی ہے۔ دیگر اسلامی ممالک۔ مصر۔ ترکی۔ عرب میں حاکمانہ رنگ میں احمدیوں پر سختی نہیں کی جاتی۔ نہ ہی کسی اور ملک میں ایسا ہوتا ہے۔ افراد کی طرف سے بعض اوقات زیادتیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر وہ ہر جگہ ہی ہوتی ہیں یہاں بھی ہوتی ہیں۔ مگر بحیثیت ملک وحکومت احمدیوں پر ظلم کرنے والا واحد ملک صرف افغانستان ہی ہے۔ وہاں اس وقت تک علی الاعلان اور حکومت کے فیصلہ کے ماتحت

پانچ احمدی شہید

کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ایک کو قتل اور چار کو سنگسار کیا گیا۔ اس لئے وہی ایک ملک ہے۔ جس کے لئے یہ پیشگوئی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بچہ سقہ نے تین سو کے قریب آدمیوں کے ساتھ کابل پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ امان اللہ خان کے پاس فوج۔ ہتھیار اور سب قسم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے سامان جنگ تھے۔ اسے کابل چھوڑ کر بھاگ جانا پڑا۔ گو بچہ سقہ اپنے ساتھیوں کے اپنی ذات میں کوئی خوبی نہ رکھتا تھا۔ وہ محض ایک ہتھیار تھا۔ اس وقت

نادر خاں

فرانس میں بیمار پڑا تھا۔ اور اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی حکمت تھی۔ اگر وہ اس وقت تندرست ہوتا۔ اور آ کر امان اللہ خاں کیلئے لڑائی کرتا تو جیسا کہ اس کا ارادہ تھا۔ امان اللہ خاں ہی بادشاہ رہتا۔ مگر وہ ایسے وقت میں افغانستان پہنچا۔ کہ ملک فتح ہونے سے قبل ہی امان اللہ خاں وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ اس نے ملک کو فتح کیا۔ اور باوجودیکہ اس نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ میں بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ لوگوں کے اصرار سے مجبور ہو کر تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے لئے نادر شاہ کا نام تجویز کیا۔ پھر ملک کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ ابھی وہ اپنے کام میں مشغول تھا۔ کہ ہندوستان سے ایک وفد جو ڈاکٹر سر محمد اقبال سر راس مسعود اور سید سلیمان ندوی پر مشتمل تھا۔ وہاں گیا۔ اور واپس آ کر ڈاکٹر سر محمد اقبال نے اخبارات میں یہ بیان شائع کرایا۔ کہ اگر غازی نادر شاہ کو دس سال بھی کام کرنے کے لئے مل گئے۔ تو وہ ملک کو کچھ کا کچھ بنا دیں گے۔ لیکن اس کے پانچ چھ دن بعد ہی کسی

ظالم اور غلطی خوردہ نوجوان

نے گولی مار کر ان کو قتل کر دیا۔ اور سارا ملک بے اختیار چلا اٹھا کہ آہ نادر شاہ کہاں گیا۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ جس سے

انکار کی کوئی گنجائش

نہیں۔ ڈیرہ غازی خاں کے ایک جج ہیں۔ جو احمدی نہیں۔ انہوں نے اپنے علماء کو لکھا ہے۔ کہ اس پیشگوئی سے انکار کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ کہ تم ثابت کر دو۔ کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج نہیں۔ اور احمدی غلط کہتے ہیں۔ وگرنہ یہ ایسی صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ کہ

کوئی تاویل

مجھے مطمئن نہیں کر سکتی۔ اور میں اس کی کوئی تاویل سننے کے لئے تیار نہیں۔ ایک اور صاحب جو اس علاقہ کے بڑے رئیس ہیں۔ وہ جلسہ سالانہ پر قادیان آئے۔ اور جب مجھ سے ملے تو کہنے لگے۔ مجھے یقین نہیں آتا۔ کہ یہ پیشگوئی آپ کی

کتابوں میں موجود

ہو۔ میرے پاس اس وقت اتفاق سے وہ کتاب پڑی تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات جمع کئے گئے ہیں۔ میں نے نکال کر دکھایا۔ کہنے لگے بیشک ٹھیک ہے۔ ایسی ہی بیسیوں اور سینکڑوں چیزیں ہیں۔ جن کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب نے

اللہ تعالیٰ کے تازہ نشانات

پیش کئے۔ اور ایسے رنگ میں کہ مخالفوں کو بھی انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ اس طرح دنیا کے سامنے آپ نے

زندہ خدا کا وجود

پیش کیا۔ اور خدا کے وجود کے ذہنی نقشہ کو بدل ڈالا۔ اب یہ سوال نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ یا نہیں۔ بلکہ لاکھوں لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ خدا ہے۔ اور یہی درجہ ہے ایمان کا۔ جو انسان کے لئے خیر و برکت اور فلاح کا موجب ہو سکتا ہے۔ میں ایک دفعہ ہندوستان سے باہر گیا۔ وہاں بعض لوگوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر الہام نہیں ہوا تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے۔ کہ آپ جھوٹے تھے۔ مگر قرآن آپ کے

دل کے خیالات

تھے۔ اور یہ بھی آپ کا خیال تھا۔ کہ کوئی خدا ہے۔ جو یہ آیات آپ پر نازل کرتا ہے۔ ورنہ خدا کا مونہہ نہیں زبان نہیں۔ پھر کس طرح ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ یہ اس کی باتیں ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ لوگوں کی یہ دلیل اس شخص پر تو اثر کر سکتی ہے۔ جس نے خود کچھ نہ دیکھا ہو۔ اور عقلی طور پر خدا کا قائل ہو۔

میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے

خادموں کا خادم

ہوں۔ اور اس شخص کے متبعین میں سے ہوں۔ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔ اگر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور جو یہ کہتا ہے۔ کہ میں آپ کا ایک ادنےٰ چاکر ہوں جب میں نے خود خدا کی آواز اور اس کی باتیں اپنے کانوں سے سنی ہیں۔ تو کیا تم دلیل سے مجھے منوا سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ آپ کے دل کے خیالات تھے جو شخص عقلی طور پر خدا کو مانتا ہے۔ وہ بے شک ان دلائل سے متاثر ہوگا۔ کہ جب خدا کا مونہہ نہیں۔ تو وہ بات کیسے کرتا ہے۔ مگر جس کے کانوں میں

خدا کی آوازیں

آتی ہوں۔ وہ تو ایسی باتیں کرنے والوں سے یہی کہیگا۔ کہ اے جاہل تیری سائنس اور تیرے علم نے تجھے تباہ کر دیا۔ حقائق کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یتلوا علیہم ایاتہٖ کا ایسا زندہ ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ اگر کوئی غور کرے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ قرآن

خدا کا کلام

ہے۔ اور ایک زندہ خدا موجود ہے۔ جس کے مقابل پر بادشاہ اور حکومتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ یہی ایمان لے کر ہم دنیا میں جاتے ہیں۔ اور علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ کوئی چیز دنیا کی ہمارے مقابل میں کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ ایک انگریز نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ کیا سائنس کی اس قدر ترقیوں کے باوجود آپ کا خیال ہے۔ کہ

اسلام غالب آجائیگا

یہ خیال یہاں تک ترقی کر گیا ہے۔ کہ خود مسلمان کالجیٹ بھی اسی قسم کے سوال کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اسے جواب دیا۔ کہ مجھے اس کا ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کہ اپنی ہستی کا شملہ کے آریہ سماج کے سکرٹری صاحب ایک دفعہ مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور سوال کیا کہ

اسلام کی صداقت کا ثبوت

کیا ہے۔ میں نے کہا۔ لمبی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ وقت بھی اس وقت تنگ تھا۔ ایک چھوٹی سی بات ہے۔ اسلام نے مجھے اپنی صداقت کے متعلق یقین دیا ہے۔ کہنے لگے کیا آپ سمجھتے ہیں۔ مجھے اپنے مذہب پر یقین نہیں۔ میں نے کہا۔ جیسا یقین آپ کو ہے۔ ایسا تو ہر عیسائی کو ہے۔ ایک عیسائی پادری کسی علاقہ میں مارا جاتا ہے۔ تو ہزارہا عیسائی لوگ اس کی جگہ لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بعض تبلیغ کرنے والی عیسائی عورتوں کو مردم خور لوگوں نے کھا لیا تو ان کی جگہ لینے کے لئے ہزارہا اوروں نے اپنے نام پیش کر دئے۔ یہ عملی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کو عیسائیت کے سچا ہونے کا یقین ہے۔ کہنے لگے۔ پھر آپ

یقین کسے کہتے ہیں

میں نے کہا۔ میں اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر یہ قسم کھاتا ہوں کہ اے خدا اگر اسلام تیرا مذہب نہیں۔ اور قرآن تیری طرف سے نہیں تو ہم سب کو ہمیشہ کیلئے ہدایت سے محروم کر دے۔ اور ہم پر اپنا غضب نازل کر آپ بھی اپنے مذہب کے متعلق ایسی قسم کھائیں۔ کہنے لگے بیوی بچوں کو کیوں شامل کیا جائے۔ میں نے کہا۔ جس گولی نے لگنا نہیں اس سے ڈر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو شک ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔

ایمان کے کئی مدارج

ہوتے ہیں۔ اور مشاہدہ ایسے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ کہ کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ جو انسان سورج کو دیکھ رہا ہو۔ اسے خواہ پانچسو ایسی گھڑیاں اکٹھی کر کے جو ۲۴ گھنٹے کا وقت بتاتی ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ اس وقت رات ہے۔ تو وہ کسی طرح نہیں مان سکتا۔ کہتے ہیں۔ کسی کی دوکان میں چور گھس گیا۔ اس نے باہر سے کنڈی لگا دی۔ چور نے میاؤں میاؤں کرنا شروع کیا۔ کہ بلی سمجھ کر دروازہ کھولدے۔ اور میں نکل جاؤں۔ وہ کہنے لگا میں صبح پنچوں کو بلاؤں گا۔ اگر وہ کہیں گے۔ کہ بلی ہے۔ تو چھوڑ دوں گا۔ اس وقت نہیں چھوڑ سکتا۔ تو جس چیز کو انسان خود دیکھ لے۔ اس کے متعلق کس طرح شک کر سکتا ہے۔ اسی طرح جس نے

خدا کا مشاہدہ

کیا ہو۔ اگر دنیا کے سارے بادشاہ اور حکومتیں ملکر بھی اس کے دل سے خدا کے متعلق ایمان نکالنا چاہیں۔ اور اس کے لئے سب تدابیر اختیار کریں۔ تو کیا وہ ان کی بات مان لے گا۔ ہرگز نہیں۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ سب پاگل ہیں۔ اپنے ایمان میں اسے کوئی شبہ نہ ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس چیز کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے آکر پیش کیا ہے۔ دوسری چیز پاک کرنا ہے۔ یہ کام بھی محض تعلیم سے نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالےٰ کی مدد سے ہی ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کام بھی فلاسفر نہیں کرسکتے۔ جیسے کہ بوعلی سینا کی مثال میں نے دی ہے۔ ان کی تعلیم وہ اثر نہ کرسکتی تھی۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چھوٹے چھوٹے جملے کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ

بھی اس کی دلیل ہے۔ آپ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں گئے۔ تو آپ نے انہیں فرمایا کہ کیا اب تک تمہاری اصلاح کا وقت نہیں آیا۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں مسلمان ہونے کے لئے ہی حاضر ہوا ہوں۔ یہ تغیرات اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے احسان سے ہی ہوسکتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے آکر بتایا۔ کہ

تزکیہ کا معجزہ

اب بھی روشن ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جلال کے ظہور کے لئے خدا نے مجھے بھی یہ معجزہ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جو لوگ پاکیزگی چاہتے ہوں۔ ان کو پاک کرو۔ اس پاکیزگی کی تفصیلات بیان کرنا مشکل ہے ایک بات بیان کرتا ہوں۔ اسلام کی خدمت کے لئے آپ نے ایک جماعت پیدا کی۔ اور آپ کے اثر سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ اگرچہ یہ جماعت چھوٹی سی ہے۔ اور آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں کہلا سکتی۔ کسی شہر میں پچاس احمدی ہیں۔ کسی میں سو۔ اور دو ہزار سے زائد تو کسی شہر میں نہیں سوائے قادیان کے۔ اور سب کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر دوسرے مسلمان ۸ کروڑ ہیں۔ جن میں کمزور بھی ہیں۔ اور مضبوط بھی۔ امیر بھی ہیں۔ اور غریب بھی۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ

اسلام پر شدید حملے

ہورہے ہیں۔ ایسے شدید حملے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ مٹھی بھر انسانوں کی اس جماعت کو جو جماعت احمدیہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خدمت دین کی جو توفیق بخشی۔ وہ دوسروں کو نصیب نہیں۔ ہم خدا کے فضل سے

لاکھوں روپیہ سالانہ

تبلیغ اسلام کے لئے خرچ کررہے ہیں۔ سینکڑوں آدمیوں نے اس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں۔ انکی بھی خواہشات ہیں۔ آرزوئیں اور امنگیں ہیں۔ ان کے رشتہ دار، دوست احباب بیوی بچے موجود ہیں۔ مگر اسلام کے نام پر جب ان کو بلایا جائے۔ تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فوراً حاضر ہوجاتے ہیں۔ بیوی بچوں۔ رشتہ داروں اور وطن کو چھوڑ کر غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے چلے جاتے ہیں۔ اور سات سات آٹھ آٹھ سال تک وہاں کام کرتے رہتے ہیں۔ غیر ممالک میں غیر اقوام میں اور پھر ان لوگوں میں اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ جو ہندوستانیوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ پھر اس صورت میں کہ ان کے پاس سامان بہت کم ہوتے ہیں

اخراجات کی سخت تنگی ہوتی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب ابھی امریکہ سے آئے ہیں۔ انہوں نے

امریکہ کے مبلغ

کی حالت بتائی۔ کہ وہ مالی تنگی کی وجہ سے کوئی مکان کرایہ پر نہیں لے سکتے۔ کبھی کسی کے ہاں چلے جاتے ہیں۔ اور کبھی کسی کے ہاں۔ مگر باوجود اس کے ان کی عظمت اور رعب خدا کے فضل سے اتنا ہے۔ کہ جو لوگ علوم مشرقیہ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ اور مسلمہ مستشرقین ہیں۔ وہ ان کے سامنے دم نہیں مارتے۔ وہاں

ایک نومسلم مسٹر بارکر

ہیں جو سالیسٹر ہیں۔ سالیسٹر بھی ایک نوع کی وکالت ہے۔ ان کا کام بیرسٹروں کے لئے مقدمات تیار کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک کمپنی سے تاریخ کی کوئی کتاب خریدی۔ جس کی قیمت اقساط میں ادا کرنا تھی۔ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی غلط بات لکھ کر ہتک کی گئی تھی۔ ایسی باتوں کا آج کل یورپ میں بہت رواج ہوگیا ہے۔ مسٹر بارکر نے اس کمپنی کو لکھا۔ کہ تم لوگوں نے دھوکا کیا ہے۔ کتاب کو تاریخی بیان کیا ہے۔ اور باتیں اس میں غلط درج کی ہیں۔ اس لئے میں اسکی قیمت نہیں دوں گا۔ اگر تم قیمت لینا چاہتے ہو۔ تو عدالت میں نالش کرو۔ چنانچہ مقدمہ چلا۔ اس میں

شکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر

کی شہادت ہوئی۔ اس نے دوران شہادت میں کہا۔ کہ قرآن محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں نہیں لکھا گیا۔ اس پر ہمارے مبلغ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب نے جوش کے ساتھ کہا۔ کون کہتا ہے کہ قرآن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں لکھا گیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس پر پروفیسر مذکور کہنے لگا۔ اچھا اگر آپ کہتے ہیں۔ کہ میں نے غلط کہا۔ تو میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور جج نے بھی اپنے فیصلہ میں لکھا۔ کہ افسوس ہے کمپنی نے کتاب میں جھوٹی باتیں لکھدی ہیں۔ غرض حضرت مرزا صاحب نے ایسے لوگ پیدا کردیئے ہیں۔ جو

نہایت تکلیف دہ حالت میں

سے گذرتے ہوئے تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ افریقہ میں اس وقت

۲۰ ہزار کے قریب نومسلم

ہیں۔ اور اس علاقہ کی آب وہوا اس قدر خراب ہے۔ کہ حکومت اپنے کسی افسر کو دو تین سال سے زیادہ عرصہ کے لئے وہاں نہیں رکھتی۔ مگر ہمارے مبلغ وہاں سات سات آٹھ آٹھ سال متواتر کام کرتے ہیں۔ اور نہایت تنگی ترشی کی حالت میں کرتے ہیں۔ پھر انہیں تنخواہیں نہیں ملتیں۔ صرف

قلیل گذارے

ملتے ہیں۔ اور یہ ایسے نمونے ہیں۔ کہ ہر انسان سمجھ سکتا ہے۔ یہ وہ عظیم الشان قربانی ہے۔ جو

اسلام کے نام پر

کی جارہی ہیں۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ مخالفوں کی بیسیوں تحریرات ہیں جنمیں اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ

جماعت احمدیہ کی قربانیاں

صحابہ کی طرح ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی محبت لوگوں کے دلوں میں ایسی قائم کردی ہے۔ کہ وہ اسکے لئے جان ومال سب کچھ قربان کردینے پر آمادہ ہیں۔ اور قربان کررہے ہیں۔ یہ تزکیہ ہے جو آپ نے کیا

تیسرا کام

یعلمہم الکتاب ہے۔ یعنی قرآن سکھانا۔ آپ سے قبل دنیا میں یہ حالت تھی کہ مسلمانوں میں یہ خیال عام تھا۔ کہ قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ ہیں اور ان کی تعداد مختلف لوگوں کے نزدیک پانچ سے پانچسو تک تھی۔ اور یہ قرآن پر

ایک زبردست اعتراض

تھا۔ عیسائی اور دوسرے غیر مسلم کہتے تھے۔ کہ جب اس قدر آیات منسوخ ہیں۔ تو کس طرح امتیاز کیا جاسکتا ہے کہ باقی فی الواقعہ قابل عمل ہیں۔ کونسی آیات منسوخ ہیں۔ اور کونسی ناسخ۔ اگر تو ایک تعداد پر سب متفق ہوتے تو اور بات تھی۔ لیکن جب منسوخ آیات کے متعلق اس قدر اشتباہ ہے تو باقی حصہ کیونکر قابل اعتماد سمجھا جاسکتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا

خطرناک حملہ

تھا۔ کہ صرف اس سے ہی قرآن کریم کی عظمت اٹھ جاتی تھی۔ اور شبہ پیدا ہوجاتا تھا۔ کہ جس آیت پر ہم عمل کرتے ہیں۔ شائد وہ منسوخ ہی ہو۔ اس عقیدہ کے لوگ دلیل قرآن کریم کی آیت ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا سے دیتے تھے اور اس کے معنے یہ کرتے تھے۔ کہ ہم قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے۔ مگر اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن کی آیات کا ذکر نہیں۔ بلکہ

پہلی کتابوں کی پیشگوئیاں

مراد ہیں۔ قرآن کریم پہلی کتابوں کی ان تعالیم کو جو اس وقت بھی اور قابل عمل تھیں۔ دوبارہ لے آیا۔ اور بعض جو قابل عمل نہ رہی تھیں۔ انہیں بدل کر ان کی جگہ بہتر لایا۔ جو پہلی سے اعلےٰ اور زمانہ کی ضروریات کے مطابق تھیں۔ اس طرح اس آیت میں پرانی کتب کے نسخ کا ذکر تھا وگرنہ قرآن بسم اللہ کی ب سے لیکر والناس کی س تک ایسا ہی

محفوظ اور قابل عمل

ہے۔ جیسا پہلے تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا۔ اور یہ ایسا دعویٰ تھا جس سے بھاگی ہوئی فوج واپس آگئی۔ اور پھر کھڑی ہوگئی۔ لوگوں کو

قرآن پر غور کرنے کا موقعہ

ملا۔ اور بعض عظیم الشان صداقتیں جنہیں منسوخ سمجھا جاتا تھا۔ ظاہر ہوئیں مثلاً لا اکراہ فی الدین کی آیت کو منسوخ سمجھا جاتا تھا حالانکہ جہاد اور یہ حکم دونوں جاری ہیں۔ اور ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ جب قرآن یہ کہتا ہے۔ کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں۔ تو گویا یہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کہ اگر کوئی جبر کرے۔ تو اس کا مقابلہ بھی کرنا چاہیئے۔ اس طرح یہ احکام ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔ تو جب اسلام نے یہ کہا۔ کہ لا اکراہ فی الدین تو ساتھ ہی جہاد کا بھی حکم دیا۔ تاکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکراہ کرنے والوں کا مقابلہ

کیا جاسکے۔ اور جب یہ حکم ہوا۔ کہ دین کے رستہ میں روکاوٹوں کا مقابلہ کرو۔ تو یہ بھی حکم ہوا۔ کہ دین کے رستہ میں روکاوٹیں پیدا نہ کرو۔ اس لئے دونو احکام ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اصول بنالیا گیا تھا۔ کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے۔ اسے منسوخ قرار دیدیا جائے۔ اس لئے یہ آیت بھی منسوخ سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آیات منسوخ خیال کی جاتی تھیں۔ بعض پانسو بعض چارسو اور بعض کم وبیش آیات کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اور جو زیادہ عقلمند تھے۔ وہ صرف پانچ ہی منسوخ قرار دیتے تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے آکر بتایا۔ کہ جب پانسو میں سے سوائے پانچ کے باقی سب حل ہوگئیں۔ تو کیوں نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ انہیں بھی حل کرنے والا کوئی آجائے گا۔ اور ان کے حل سے کیوں مایوس ہوں۔ یہ چیز تھی۔ جسے حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا۔ اور ایسا قرآن سکھایا۔ کہ دنیا کی کوئی قوم قرآن کریم کے متعلق ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ میں

ساری دنیا کو چیلنج

دیتا ہوں۔ کہ کوئی ایک آیت قرآن کریم کی پیش کی جائے۔ جو حکمت سے خالی ہو۔ اور جس کے متعلق کہا جاسکے۔ کہ وہ اس زمانہ میں قابل عمل نہیں۔ میں خدا کے فضل سے ثابت کردوں گا۔ کہ اس میں ایسی خوبیاں ہیں جو دوسری الہامی کتابوں میں نہیں ویعلمھم الکتاب کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ وہ

کامل کتاب

سکھائے گا۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ دوسری کتابیں بھی ہیں۔ جو ایسی کامل نہیں۔ پھر مسلمانوں میں ایک خیال یہ بھی تھا۔ کہ سوائے قرآن کریم کے باقی سب کتابوں میں جھوٹ اور فریب ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے آکر بتایا۔ کہ اس کامل کتاب سے پہلے بھی لوگوں کو رہنمائی کی ضرورت تھی۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی انسان تھے۔ جو دل ودماغ رکھتے تھے۔ ان کے اندر قرب الٰہی کی خواہش تھی۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ وہ اس بات کے بھی مستحق تھے کہ

خدا کا کلام

ان کے لئے آئے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ وہ خدا کی مخلوق تھے۔ تو یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھانے کے لئے کوئی تعلیم بھی دی ہوگی۔ اور نبی بھی بھیجے ہونگے۔ مگر مسلمان دنیا کی سب اقوام کے انبیا کو جھوٹے سمجھتے تھے۔ الاماشاءاللہ۔ سوائے ان مخلص بندوں کے جو ہر زمانہ میں صحیح اسلام کے جھنڈے کو کھڑا رکھتے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر یہ بات پیش کی۔ کہ میں

رام چندر اور کرشن جی

کی بھی عزت کرتا ہوں۔ اور انہیں خدا کے برگزیدہ انسان سمجھتا ہوں۔ تو آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے کہ یہ کافروں کو مسلمان بناتا ہے

حالانکہ یہ کتنی

عظیم الشان صداقت

تھی۔ قرآن کریم اور اسلام کی۔ جسے حقیقی کمال حاصل ہو۔ وہ کسی سے ڈر نہیں سکتا وہ جانتا ہے۔ کہ میرا کمال خود میری برتری کا ثبوت ہے۔ مگر جو کمزور ہو۔ وہ ڈرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ میرے مقابل کوئی اور نہ ہو۔ جس سے میں شکست کھا جاؤں۔ پس قرآن نے

دوسروں کی صداقت تسلیم کرکے

اپنی صداقت ظاہر کی۔ اور اپنا کمال ثابت کیا۔ چھوٹی سی صداقت رکھنے والا ڈرتا ہے۔ کہ مجھ سے بڑی صداقت معلوم ہونے پر لوگ مجھے قبول نہیں کریں گے۔ لیکن قرآن کریم کو اس کا کوئی اندیشہ نہیں۔ وہ جانتا ہے۔ کہ دوسری صداقتوں کا لوگ جتنا زیادہ مطالعہ کریں گے۔ اتنا ہی وہ میرے کمال کا اعتراف کریں گے۔ ایک چھوٹی سی ٹارچ رکھنے والا گھبراتا ہے کہ جگنو بھی آجائے۔ تو میرے ٹارچ کی روشنی مشتبہ ہو جائیگی لیکن سورج کی سی روشنی رکھنے والا لیمپوں سے کب ڈرتا ہے۔ پس

قرآن کا کمال

یہ تھا۔ کہ وہ تسلیم کرے۔ کہ انجیل توریت۔ وید سب خدا کی طرف سے تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ حضرت کرشنؑ سب

اللہ تعالیٰ کے نبی

تھے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے۔ جس سے حضرت مرزا صاحب نے قرآن کی طرف لوگوں کی حقیقی توجہ منعطف کی۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ کہ توریت انجیل وغیرہ کتب جھوٹی ہیں۔ تو وہ انہیں مطالعہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھے گا۔ اور نہ اس طرف متوجہ ہوگا۔ کہ

دیگر مذاہب کا مطالعہ

کرے۔ وہ یہی خیال کرے گا۔ کہ میں شیطانی کلام کیوں پڑھوں۔ اور اس طرح ان کے مقابلہ میں قرآن کی عظمت کا احساس بھی اس کے اندر پیدا نہ ہوسکے گا۔ لیکن جب وہ ان کتب کو بھی الٰہی کلام سمجھے گا۔ تو گو انہیں قابل عمل نہ سمجھے۔ پھر بھی

محبوب کا کلام

سمجھ کر ان کا مطالعہ ضرور کرے گا۔ کیونکہ محبوب کا لباس خواہ پرانا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر بھی اسے دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر کوئی بوسیدہ جامہ مل جائے۔ تو کیا کوئی مسلمان ایسا ہوگا۔ جو محض اس کے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے اس سے اپنی آنکھوں کو منور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اسی طرح جب ایک انسان کو یہ یقین ہوگا۔ کہ پرانی کتب بھی دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہیں اور ایک زمانہ کے لئے وہ ہدایت کا موجب تھیں۔ تو وہ انہیں بھی پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ ان کی خوبیوں پر غور کرے گا۔ اور پھر قرآن کریم پر تدبر کرے گا اور کوشش کرے گا کہ پہلی کتابوں سے زیادہ چیز اس میں سے تلاش کرے۔ اور اس طرح وہ

قرآن کے مخفی خزانے

نکالے گا۔ جب تک دوسری کتابوں کا حسن اس نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ قرآن کی چھوٹی خوبیوں سے تسلی پاسکتا تھا۔ لیکن جب ان کو دیکھیگا۔ تو

قرآن کے بڑے معارف

معلوم کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے ایک شخص جو کسی گاؤں کا رہنے والا ہو۔ اس کے حسن کا معیار معمولی ہوگا۔ لیکن جو شخص دنیا میں پھرنے والا ہوگا۔ اس کا اور۔ ایک گاؤں میں رہنے والا مصور اگر

نیچر کا نقشہ

کھینچے گا۔ تو یہی دکھائے گا۔ کہ سبزہ لہلہا رہا ہے۔ اور شاخوں پر چڑیاں بیٹھی ہیں۔ لیکن وہ مصور جس نے کشمیر یا سوئٹزرلینڈ کے قدرتی مناظر دیکھے ہونگے۔ وہ ان کا مرقع اور مناظر پیش کرے گا۔ اسی طرح جس نے دوسری کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہوگا۔ وہ قرآن کریم کی معمولی خوبیوں پر مطمئن ہوجائے گا۔ لیکن جس نے دوسری کتب دیکھی ہونگی وہ قرآن کریم کے مخفی خزانوں کی تلاش کرے گا۔ اس ایک نکتہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسا گر بتادیا۔ جس سے

قرآن کریم کی تفسیر

کے متعلق نقطۂ نگاہ ہی تبدیل ہوگیا۔ اور آج ہم ساری دنیا کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ تم کسی مذہب کی تعلیم خواہ وہ عبادات کے متعلق ہو۔ خواہ وہ تمدن کے متعلق۔ نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ میاں بیوی کے تعلقات بچوں سے سلوک۔ راعی ورعایا کے تعلقات غرضیکہ روحانی واخلاقی شعبوں کی کسی شاخ کے متعلق کوئی تعلیم پیش کرو ہم اگر قرآن کریم سے اس سے بدرجہا بہتر اور مکمل پیش نہ کردیں۔ تو جھوٹے وگرنہ تمہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ

قرآن کریم ہی الکتاب ہے

(باقی)

رپورٹ مجلس مشاورت ۳۳ء کے متعلق اعلان

جملہ سکرٹریان جماعت ہائے احمدیہ یا نمائندگان مجلس مشاورت سنہ ۳۳ء کو جنہوں نے رپورٹ مشاورت سنہ ۳۳ء کی قیمت پیشگی ادا فرمائی تھی۔ رپورٹ مشاورت ۳۳ء جلسہ سالانہ پر دے دی گئی تھی۔ اور جن احباب نے جلسہ پر کسی وجہ سے نہیں لی تھی۔ ان کو بذریعہ ڈاک بھجوا چکا ہوں۔ اگر کسی جماعت کو نہ پہنچی ہو۔ تو جلد طلب فرمائیں نیز دوسری جماعتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ رپورٹ مشاورت اپنی اپنی انجمن کے لئے منگوائیں۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

35

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات

صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ نومبر ۱۹۳۳ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد	کیفیت
۱	بیت المال	۸۱۶۷-۸-۹	صیغہ انجمن
۲	صدقات	۷۵۱-۱۴-۳	" "
۳	مقبرہ بہشتی	۵۷۵۹-۴-۳	" "
۴	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۴۸۵-۶-۶	" "
۵	امور عامہ	۵-۲-۰	" "
۶	نور ہسپتال	۲۴-۱۲-۶	" "
۷	ضیافت	۴۳۰۰-۳-۹	" "
۸	دعوت و تبلیغ	۱۸۷-۳-۶	" "
۹	تخفیف	۴۲-۱۳-۰	" "
	میزان	۱۹۷۲۴-۴-۶	" "
۱۰	بک ڈپو	۵۳-۰-۰	صیغہ تجارتی
۱۱	طبع و اشاعت	۱۶۲۹-۱۵-۶	" "
۱۲	بورڈران ہائی	۳۶۲-۲-۹	" "
۱۳	بورڈران احمدیہ	۶۵۸-۳-۶	" "
۱۴	پراویڈنٹ فنڈ	۳۱۵-۵-۰	" "
۱۵	جائیداد	۳۶۹-۸-۰	" "
	میزان	۳۳۸۹-۲-۹	" "
	میزان کل	۲۳۱۱۳-۷-۳	

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم خرچ	کیفیت
۱	بیت المال	۱۰۱۴-۱۵-۳	صیغہ انجمن
۲	صدقات	۱۴۷۵-۱۰-۳	" "
۳	مقبرہ بہشتی	۷۵۳-۱۴-۰	" "
۴	تعلیم و تربیت	۱۷۳-۰-۳	" "
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۱۳۹-۴-۳	" "
۶	مدرسہ احمدیہ	۱۷۱-۱-۳	" "
۷	گرلز سکول	۲۲۱-۰-۳	صیغہ انجمن
۸	امور عامہ	۴۰۱-۱-۰	" "
۹	نور ہسپتال	۳۸-۰-۰	" "
۱۰	ضیافت	۱۱۴۴۴-۴-۳	" "
۱۱	دعوت و تبلیغ	۴۲۳-۳-۳	" "
۱۲	تعمیر	۱۰۰-۰-۰	" "
۱۳	خلافت	۷۰۰-۰-۰	" "
۱۴	پرائیویٹ سکرٹری	۱۶۵-۹-۶	" "
۱۵	نظارت اعلےٰ	۳۵۷-۱۰-۹	" "
۱۶	محاسب	۲۳-۸-۰	" "
۱۷	تالیف و تصنیف	۱۵۱-۱۲-۳	" "
۱۸	جامعہ احمدیہ	۲۶-۱-۳	" "
۱۹	امور خارجیہ	۱۴۳-۱۵-۶	" "
	میزان	۱۷۹۱۳-۱۵-۳	" "
۲۰	بک ڈپو	۲۷۷-۳-۰	صیغہ تجارتی
۲۱	طبع و اشاعت	۱۶۳۳-۱۵-۰	" "
۲۲	ریویو انگریزی	۱۶۳-۱۴-۳	" "
۲۳	بورڈران ہائی	۴۸۳-۰-۰	" "
۲۴	بورڈران احمدیہ	۵۷۵-۱۴-۶	" "
۲۵	پراویڈنٹ فنڈ	۱۳۲۱-۲-۰	" "
۲۶	جائیداد	۲۹۳۵-۰-۶	" "
	میزان	۷۳۹۰-۱-۳	" "
۲۷	واپسی قرضہ	۶۷۱۰-۰-۰	واپسی قرضہ
	میزان کل	۳۲۰۱۴-۰-۶	

(محاسب صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان)

نمونہ قیامت زلزلہ کے متعلق چشم دید بیانات

۱۵ر جنوری کے زلزلہ کے متعلق بہت سے حالات شائع ہو چکے ہیں۔ ذیل میں بعض چشم دید بیانات درج کئے جاتے ہیں:۔ (ایڈیٹر)

مولانا سید محمد عثمان صاحب مونگھیری کے ایک قریبی رشتہ دار مونگھیر کی تباہی کے چشم دید حالات یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر عید کا سودا خریدنے کے لئے بازار گیا۔ تقریباً دو بجکر پانچ منٹ ہوئے تھے۔ کہ دفعتہً ہولناک آواز سنائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی ہوائی جہاز آ رہا ہے۔ چند ہی سیکنڈ میں کپکپی اور رعشہ شروع ہونے لگا۔ پھر زمین میں داہنے اور بائیں دو حرکتیں ہوئیں۔ بعد ازاں ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے زمین کو چرخی پر رکھ کر گھما دیا ہے۔ مسلسل تین منٹ تک یہی کیفیت رہی۔ لوگ مکانوں اور دوکانوں سے باہر نکلنے لگے۔ اور مکانوں کے گرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ جس جگہ میں کھڑا تھا۔ کوئی ۳۵ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ لیکن ایک ایک کرکے سب مکانوں کے نیچے دب گئے۔ اور صرف میں اس الم نامہ کو سنانے کے لئے زندہ بچ گیا۔ میرے بچاؤ کی صورت یہ پیدا ہوئی۔ کہ اوّل ایک چٹان گری۔ پھر اس پر دوسری دیوار گری جس کا آدھا حصہ چٹان پر لگ گیا۔ یہ حصہ بہت مضبوط تھا۔ اور اس میں کوئی شگاف نہ آیا۔ میں اس کے نیچے بیٹھا رہا۔ میرے ہوش و حواس تقریباً زائل ہو چکے تھے۔ آدھ گھنٹے بعد سنبھلا۔ اور پتھر ہٹا کر باہر نکلا۔ تو ایک عجیب منظر میرے سامنے تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میں مونگھیر میں نہیں۔ بلکہ کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہوں۔ (انقلاب یکم فروری)

پٹنہ ۲۹ر جنوری ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ ترہٹ اور بھاگلپور کے شمال کے سارے علاقہ کی زلزلہ کی وجہ سے شکل ہی بدل گئی ہے۔ ریلوے لائن اور سڑکوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں۔ اور کئی جگہ زمین اونچی نیچی ہو گئی ہے۔ ڈائرکٹر آف اگریکلچر اور ڈائرکٹر آف انڈسٹریز جو شمالی بہار کا علاقہ دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ ۲۷ر جنوری کو واپس آ گئے ہیں۔ انہوں نے مظفر پور۔ حاجی پور۔ موتی ہاری۔ سیتا مڑھی۔ ریگا۔ بلند۔ سرسہ پوسا۔ سمسی پور وغیرہ علاقہ کا دورہ کیا۔ حاجی پور اور مظفر پور کے درمیان کاشت زدہ زمین کو تھوڑا نقصان ہوا ہے۔ باقی کے علاقہ میں جس کا رقبہ ۵۴ مربع میل ہے۔ بہت نقصان ہوا ہے۔ اس علاقہ کا ۵۰ فی صدی حصہ ایک انچ سے چار فٹ تک اونچی ریت کے نیچے دب گیا ہے۔ اور قریباً ½ رقبہ پر اتنی ریت جم گئی ہے کہ جب تک اسے ہٹایا نہ جائے۔ تب تک وہ زمین زراعت کے قابل نہیں ہوگی۔ (ملاپ یکم فروری)

سرکاری اعلان

میڈیکل افسروں کا اپنی فیسوں کی وصولی کے متعلق باقاعدہ رجسٹر رکھنے کا مسئلہ حکومت پنجاب کے زیر غور تھا۔ حکومت نے اب فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ تمام میڈیکل افسر جو انسپکٹر جنرل سول ہسپتال کے ماتحت ہیں۔ خواہ وہ حکومت کے یا مقامی جماعتوں کے ملازم ہوں۔ اپنی ان فیسوں کی رسیدیں دیا کریں۔ جو وہ ہسپتالوں۔ سرکاری یا مقامی جماعتوں کے زیر اثر شفاخانوں میں مریضوں سے وصول کریں۔ اور ایک باقاعدہ رجسٹر رکھیں جس میں ان فیسوں کا اندراج ہو۔ جو رسیدیں جاری کریں۔ وہ رجسٹر میں اندراج کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ایسے رجسٹر میں تاریخ۔ نام مریض فیس کی رقم۔ کس مطلب کے لئے فیس وصول کی گئی۔ وغیرہ کے متعلق خانے ہونے چاہئیں۔ اس کے علاوہ محکمانہ طور پر بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ کہ ہر حالت میں میڈیکل افسران مذکور حادثات ضرب رسانی کے متعلق سوائے ان کے جو طبی یا قانونی اغراض کے لئے پولیس نے بھیجے ہوں۔ سرٹیفکیٹ دیتے وقت وصول شدہ فیس کی رسید دیں۔ خواہ وہ فیس ہسپتال یا شفاخانہ کے احاطہ سے باہر ہی وصول کی گئی ہو:۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ سیاست کے عملہ کتابت کے ایک رکن نے جو زلزلہ سے پہلے اپنے وطن گئے ہوئے تھے۔ زلزلہ کے متعلق ذیل کے چشم دید حالات ارسال کئے ہیں۔

یہاں کی حالت کیا لکھوں نہ ایسی حالت کسی نے دیکھی اور نہ سنی۔ خدا نہ ایسی مصیبت کسی پر لائے۔ مکان کو تو مارئیے گولی اس کی حیثیت ہی کیا ہے۔ زمین کے پرخچے اڑ گئے۔ دھجیاں بکھر گئیں۔ کوئی جگہ ایسی نہیں اونچا ہو یا نیچا جہاں زمین شق نہ ہوئی ہو۔ اور وہاں سے پانی مع ریت نہ نکلا ہو۔ آج تقریباً زلزلہ کو آئے ہوئے ۱۳ روز ہوتے ہیں۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ بڑا زبردست سیلاب آیا ہوا ہے وہ تو خدا کا شکر ہے کہ پانچ ہی منٹ تک پانی نکلتا رہا۔ نہیں تو یقین کیجئے۔ کہ اگر دس یا پندرہ منٹ پانی کی حالت یہی رہتی۔ تو نوح علیہ السلام کے وقت کے طوفان میں تو ۸۰ آدمی بچ بھی گئے۔ لیکن اس طوفان میں زمین کی ضمنی رہنے والی مخلوق ہے۔ اس کا غرق ہو جانا یقینی تھا۔ دربھنگہ سے کل تک ۱۱سو لاشیں نکل چکی ہیں۔ اور ملبہ کے نیچے جو لاشیں دبی ہوئی ہیں ان کو خدا ہی جانتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مظفر پور میں بھی چار ہزار لاشیں نکل چکی ہیں۔ اور ملبہ کے اندر کا حال خدا کو معلوم ہے۔ بے سروسامانی کی حالت میں میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ آگ جلا کر ساری رات کاٹتے ہیں۔ کیونکہ اوپر سے شبنم کی بارش اور ہوا کے جھونکے چین نہیں لینے دیتے۔ جو کچھ دھان وغیرہ کھلوان سے تیار کر کے لائے تھے۔ وہ سبھی میں مکان کی دیوار گرنے کی وجہ سے برباد ہو گئی اور اس کے بعد جو کچھ بچا وہ پانی کی دھار بہا کر لے گئی۔ باقی رہا فصلیں اس کی تو قطعی امید نہیں۔ کیونکہ زمین پھٹ کر جو ریت اور پانی نکلا ہے۔ اس کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ گویا کہ جان بچنی مشکل ہے۔ نہ گھر رہنے کو نہ اناج کھانے کو سنتے ہیں کہ حکومت بڑی سرگرمی سے شہریوں کی امداد کر رہی ہے۔ لاشیں نکلوا رہی ہے۔ غریبوں کو روٹی اور کپڑا مہیا کر رہی ہے۔ لیکن ہم دیہاتیوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ نہ بدن ڈھانکنے کو کپڑا ہے نہ پیٹ کے لئے روٹی ہم دیہاتیوں کے لئے تو قیامت ہی ہے۔ روزانہ گاؤں کے لوگ اکٹھے ہو کر ظہر کے وقت سے لے کر عصر کے وقت تک توبہ استغفار پڑھتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے ہیں۔ اور رات کو صبح تک اذان دیتے ہیں لیکن قدرت کے سامنے کس کے بس کی بات ہے۔ روزانہ دو ایک دفعہ زلزلہ کا آجانا معمولی بات ہے۔ جو اس ٹھکانے نہیں۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا ہونے والا ہے۔ اگر اس زلزلہ کا آنا جانا بند ہو جائے تو کم از کم تھوڑا بہت اطمینان تو ہو جائے۔ (سیاست ۲ فروری)

پٹنہ ۲ فروری۔ گورنر بہار نے وائسرائے ہند کے امدادی فنڈ کے لئے حسب ذیل اپیل شائع کی ہے۔

دو ہفتوں کے بعد بھی اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ زلزلہ سے کس قدر نقصان ہوا ہے۔ مسٹر ڈن ماہر ارضیات کا خیال ہے۔ کہ آج تک دنیا میں اتنا بڑا زلزلہ کبھی نہیں آیا۔ اس کا اثر صوبہ بہار سے بھی باہر پہنچا۔ لیکن سب سے زیادہ اثر صوبہ بہار کے اس حصہ پر پڑا۔ جو دریائے گنگا کے شمال میں واقع ہے اور یہ علاقہ اپنی وسعت میں اسکاٹ لینڈ سے بھی بڑا ہے اور یہاں کوئی پختہ مکان بھی سلامت نہیں رہا ہے۔ ہزارہا مکانات جڑ بنیاد سے منہدم ہو گئے ہیں۔ مونگھیر میں تین ہفتوں تک یہ پتہ چلانا مشکل تھا۔ کہ کون سی سڑک کہاں تھی۔ اور کون سی گلی کس جگہ واقع تھی۔

کئی ہزار آدمی ضایع ہوئے ہیں۔ اگر رات کو زلزلہ آتا تو لاکھوں آدمی ہلاک ہوتے۔ شہری آبادی جس پر اثر پڑا اس کی تعداد ۵ لاکھ سے کم نہیں ہے۔ یہ تمام لوگ میدانوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جب تک روپیہ نہ ہو۔ ان کے رہنے کا کوئی انتظام نہیں کیا جا سکتا۔ زیادہ تر آفت چھوٹے دکانداروں پر آئی ہے۔ دولتمند آدمیوں کے پاس تو کچھ سرمایہ بھی ہے۔ جس پر وہ بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن غریب اور متوسط درجہ کے لوگ تو بالکل تباہ حال ہیں۔ انہیں جب تک مدد نہ ملے وہ اپنے مکانات نہیں بنا سکتے۔

دیہاتوں میں مکانات بچ گئے ہیں مگر کھیتوں کی حالت ایسی ہے۔ جیسے میدان جنگ کی ہوتی ہے۔ یہ علاقہ بہت ہی زرخیز تھا۔ مگر سیلاب نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ شمالی بہار میں ریلیں اور سڑکیں ایسی تباہ ہوئیں ہیں۔ کہ صرف بیل گاڑیوں پر یا سڑکوں پر اور پیدل جا سکتا ہے۔ ایک بڑی دقت یہ ہے۔ کہ جا بجا زمین کی سطح ناہموار ہو گئی ہے۔ دریاؤں اور چشموں کا رخ بدل گیا ہے۔ چنانچہ جن کھیتوں میں پہلے پانی پہونچایا جا سکتا تھا اب وہاں پانی نہیں پہونچ سکتا۔ سب سے زیادہ نقصان نیشکر کی کاشت کو پہونچا ہے۔ بہت سے شکر کے کارخانے تباہ ہو گئے ہیں۔

اخبار اتحاد پٹنہ (۴ر فروری) میں ایک نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے۔

اخبارات میں عام طور سے موتی ہاری کے متعلق نہایت مختصر اور بے وقعت خبریں شائع ہوئی ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اس قصبہ میں نسبتاً اموات کم ہوئیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ موتی ہاری میں مظفر پور اور مونگھیر سے بھی سخت زلزلہ محسوس کیا گیا۔ زلزلہ کی نوعیت یہاں بالکل دوسری قسم کی تھی سب سے زیادہ ہولناک جھٹکہ مسجد کے نزدیک محسوس ہوا۔ مسجد کی عمارت اطراف و جوانب میں سب سے زیادہ مستحکم تھی۔ لیکن زلزلے نے اس کو نیچے اڑا دیا۔ ایک ایک انچ زمین شق ہو گئی۔ زمین کا طبقہ الٹ گیا۔ جا بجا ۵ سے ۵ فیٹ گہرے گڑھے پڑ گئے۔ آس پاس کی عمارتوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ اسی قسم کا ہولناک جھٹکا کربلا کے نئے محلہ میں محسوس کیا۔ نئی اور خوبصورت عمارتیں اپنی جگہ سے کئی کئی فیٹ پرے پھینک دی گئیں۔ مکانات کے اکثر حصے جھیل کی نذر ہو گئے۔ کربلا کی عمارت معہ بنیاد اپنی جگہ سے ۱۲ فیٹ جھیل کی طرف پھینک دی گئی۔ ایک دس فیٹ چوڑا نالہ نمودار ہوا۔ اور مکانات اور سڑکوں کو پاش پاش کرتا ہوا جھیل میں جا گرا۔ بعض مکانات کئی فیٹ زمین میں دھنس گئے۔ غرضیکہ اس محلہ میں ایسا خوفناک منظر نظر آتا ہے۔ جسے انسانی آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ ہوگا۔

شہر کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ سڑکوں پر اور پختہ مکانوں میں ۲ فیٹ سے ۵ فیٹ تک ریت جم ہو گئی ہے۔ جا بجا ہولناک غار نمودار ہو گئے ہیں۔ چند گز زمین بھی کہیں سالم نظر نہیں آتی۔ موتی ہاری ریگستان کا ایک خطہ معلوم ہو رہا ہے

اسقاط حمل (اٹھرا)

اور

ام الصبیان کا بہترین علاج

ان مستورات کو جن کو اکثر اسقاط ہوتا رہتا ہو۔ یا جن کے بچے مرض ام الصبیان میں اکثر فوت ہو جاتے ہوں اس دوا کے کھانے سے انشاء اللہ العزیز نہ تو اسقاط ہوگا۔ اور بچہ مرض ام الصبیان میں مبتلا ہوگا۔ بلکہ خداوند پاک کے فضل و کرم سے زندہ اور تندرست لڑکے ہی لڑکے پیدا ہونگے۔

پہلے میری اہلیہ کو چند مرتبہ اسقاط ہونے کے بعد ایک لڑکا اچھا تندرست و توانا بنام عبدالرب مورخہ ۴ر اپریل ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوا جو مرض ام الصبیان میں چند مہینے بعد فوت ہو گیا۔

لہذا میں نے فوراً ہی حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی اول مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں تمام حالات لکھے۔ حضور نے فوراً دو نسخہ اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ایام حمل میں ایک دوا صبح اور دوسری دوا شام کو کھلائی جائے تاوقتیکہ بچہ پیدا نہ ہو اس وقت تک صبح اور شام یہ دوائیں کھلاتے رہیں۔ حضور کے حکم کے مطابق دوائیں تیار کر لی گئیں۔ اور ایام حمل میں کھلانی شروع کی گئیں۔ خداوند پاک کے فضل و کرم سے ہر حمل میں لڑکا ہی پیدا ہوتا رہا۔ پہلے دوسرے تیسرے حمل میں برابر دوا کھلائی گئی۔ اور پھر کسی ایام حمل میں دوا نہیں کھلائی گئی اور خداوند پاک کے فضل و کرم سے سب بچے زندہ موجود ہیں۔

(۱) مورخہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۱۰ء کو عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔ جو میٹرک پاس ہے

(۲) مورخہ ۲۷ر مارچ ۱۹۱۴ء کو عبداللہ پیدا ہوا۔ جو معالج چشم ہے

(۳) مورخہ ۲۳ر اپریل ۱۹۱۶ء کو عبدالمنان پیدا ہوا۔ جو قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔

(۴) مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو عبدالقادر پیدا ہوا۔ یہ بھی قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔

(۵) مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۱۹ء کو عبدالستار پیدا ہوا۔ جو قادیان میں چوتھی پرائمری جماعت تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتا ہے۔

(۶) مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۲۰ء کو عبدالرشید پیدا ہوا۔ جو قادیان میں دوسری جماعت تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتا ہے۔

بعض احباب کی اس فرمائش سے کہ ان نسخوں کو طیار کر کے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے یہ دوائیں طیار کی گئی ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو۔ بذریعہ وی پی ذیل کے پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔ قیمت صبح اور شام کے کھانے کی دونوں دواؤں کی تین روپیہ

ضروری نوٹ:۔ حضور کی تمام طبی کتابوں کو غور سے دیکھا لیکن یہ نسخہ کہیں لکھا ہوا نظر نہ آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے کسی خاص وقت میں حضور نے مجھکو ہی یہ مرحمت فرمایا تھا۔ حکیم عبدالرحیم مہاجر دہلوی معالج چشم محلہ دارالفضل متصل مسجد دارالفضل قادیان

ہ زلزلہ کے بعد فوراً ہی زمین سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ لوگ بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے۔ اور پانی کی گرجتی ہوئی لہریں تعاقب کر رہی تھیں۔ اکثر جانیں اسی سے ضائع ہوئیں۔ بعض مقامات پر زمین شق ہوئی۔ اور لوگ معہ اندر دفن ہو گئے۔ اکثر ... بعض مکانات چھت تک ریت میں دب گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محلہ دار البرکات میں اب صرف چند عدد قطعات باقی ہیں

محلہ دار البرکات قادیان میں جو سٹیشن کے سامنے واقعہ ہے جس قدر توسیع سٹیشن کی طرف ہونی تھی وہ اس دفعہ کر دی گئی تھی۔ اب اس میں مزید توسیع کی تجویز نہیں ہے۔ لہذا جو احباب اس محلہ میں جو آئندہ آبادی کے لحاظ سے گویا شہر کا مرکز سمجھا جانا چاہئیے زمین لینا چاہتے ہوں انہیں چاہئیے۔ کہ فوراً اپنی درخواست بھیج کر حسب پسند قطعات خرید لیں کیونکہ بعد میں یہ موقعہ نہیں رہیگا۔ اس وقت چند قطعات اس محلہ میں خالی ہیں۔ اب چونکہ رعایت کا وقت گذر چکا ہے اس لئے اندرون محلہ ۲۰ فی مرلہ اور بڑی سڑک پر ۳۰ فی مرلہ قیمت ہوگی۔ درخواست کے ساتھ قیمت بھی آنی چاہئیے۔

جن دوستوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض قطعات پسند کئے تھے اور واپس جا کر قیمت بھجوانے کا وعدہ تھا۔ لیکن اب تک انہوں نے قیمت نہیں بھجوائی۔ وہ اب پوری شرح پر قیمت بھجوا دیں۔ کیونکہ اب رعایت کا زمانہ گذر چکا ہے۔

خاکسار:۔ میرزا بشیر احمد۔ قادیان ۲/۱

ضرورت

ایک احمدی نوجوان عمر ۲۲ سال ملازمت دیہی ٹیلر زمیندار ملکیت ۲۰ گھماؤں کے لئے نکاح کی ضرورت ہے۔ لڑکی کنواری خواندہ ہو۔ ذات پات کی کوئی تمیز نہ ہوگی۔ مزید حالات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

چوہدری غلام قادر معرفت علی محمد صاحب احمدی برانچ پوسٹماسٹر اول مدرس چک ۴۳/۱۲ . R ضلع منٹگمری

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کرنے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔

قیمت معہ محصول صرف ۱۲؍

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

اِنڈیا بھر میں انقلاب پیدا کرنے والی کمپنی

گاڈلی کمپنی کا کٹ پیس انڈیا بھر میں بہترین و ارزان ترین ثابت ہوگا

اگر آپ اصلی معنوں میں کٹ پیس کی تجارت کرنا چاہتے ہیں تو فوراً ہمارے ساتھ لین دین کریں۔ ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ ایکمرتبہ مال منگوانے سے آپ تمام انڈیا کی کمپنیوں کو بھول جاؤ گے اور آئندہ ہمیشہ گاڈلی کمپنی کی خدمات اپنے لئے فرض خیال کروگے۔ ہمارے حسب ذیل بنڈل آپکے واسطے ترقی کی اول منزل ثابت ہوں گے اور آپ تجربہ کریں گے کہ آپنے اپنی غفلت سے اپنے عزیز سرمایہ کو کس قدر اور کس طرح برباد کیا۔

گاڈلی فسٹ بنڈل A ۔ اس بنڈل میں تمام کٹ پیس ولایتی امریکہ۔ نیویارک۔ مانچسٹر کا فسٹ کوالٹی ہوگا یعنی کریپ۔ سلک۔ فوجی سلک پاپلین۔ لٹھا۔ سورکین۔ وائل پرنٹیڈ۔ وائل پلین رنگین۔ پاپلین۔ شرٹنگ کلاتھ۔ ٹوبراکو۔ مکوئین۔ چھینٹ۔ اسند ریشم۔ لیس کلاتھ۔ کیٹلر۔ فرجالی وغیرہ وغیرہ۔ ٹکڑے تمام بڑے 3 گز سے 9 تک۔ قیمت 50 پونڈ بنڈل -/-/150 **گاڈلی فسٹ B** وزن 25 پونڈ -/-/75 روپیہ **گاڈلی فسٹ C** 12½ پونڈ قیمت -/-/38 روپیہ پیکنگ کا وزن علیحدہ ہوگا۔

گاڈلی سیکنڈ بنڈل A ۔ اس بنڈل میں وائل پرنٹیڈ۔ وائل رنگین۔ پاپلین۔ مکوئین۔ جاپانی سلک۔ ظفر۔ چھینٹ۔ جالی۔ پونجی وغیرہ کے علاوہ بھی چند قسم کا کٹ پیس ہوگا۔ ٹکڑے 2 گز سے 6 گز۔ قیمت 100 پونڈ بنڈل -/-/150 روپیہ۔ **گاڈلی سیکنڈ بنڈل B** وزن 50 پونڈ -/-/75 **گاڈلی سیکنڈ بنڈل** 25 پونڈ -/-/38 روپیہ۔

ٹرمس۔ ہر ایک آرڈر کے ہمراہ چوتھائی قیمت پیشگی آنا ضروری ہے۔ پیکنگ وغیرہ تمام خرچہ بذمہ خریدار ہوگا۔ اگر آپ وی۔ پی وغیرہ کی تکلیف سے بچنا چاہتے ہیں تو کل قیمت پیشگی روانہ کرو تاکہ آپ کو آرام سے بلٹی بھجوا دیں۔

خاص رعایت:۔ پیشگی روپیہ آنے پر آپکو پیکنگ۔ مزدوری۔ رجسٹری خرچہ وغیرہ معاف کیا جاویگا۔ ایکمرتبہ ٹرائل اور آزمائش کے طور پر بطور تجربہ آرڈر دیکر مال منگوائیں۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ پھر آپ ہمارے پرمانٹ اور ہمیشہ کیلئے مستقل خریدار ضرور بن جائیں گے۔

خط و کتابت:۔ مینیجر "دی گاڈلی کمپنی" کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی سے ۸ فروری کی اطلاع ہے کہ ہز ایکسی لنسی سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کو ۱۵ فروری سے ۴ ماہ تک رخصت دی گئی ہے۔ آپ کی جگہ نواب سر سکندر حیات خاں ریونیو ممبر پنجاب کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

مسٹر اعجاز الحق خاں بی۔ ایس۔ سی جو ایک احمدی نوجوان ہیں ان کے متعلق نئی دہلی کی اطلاع ہے کہ انہوں نے مختصر نویسی کے بین الاقوامی مقابلہ میں فی منٹ اڑھائی سو الفاظ کی رفتار سے لکھ کر ہندوستان کا سابقہ ریکارڈ مات کر دیا ہے۔ آپ کو اس صلہ میں طلائی تمغہ دیا گیا ہے۔

دارالعوام میں ۶ فروری کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر جان سائمن وزیر خارجہ نے کہا کہ آسٹریا میں جو حالات رونما ہوئے ہیں حکومت ان کو انتہائی غور و تعمق سے دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ برطانوی حکومت کی پالیسی یہ ہے۔ کہ آسٹریا کی آزادی اور وقار قائم رکھنے کے لئے جو کچھ وہ اپنے اثر سے کام لے سکتی ہے لے۔ اگرچہ ہمیں کسی حکومت کے اندرونی معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آسٹریا کا تحفظ اور اس کی آزادی برطانی پالیسی کا ایک ضروری حصہ ہے۔

قصور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں مزدور کسی تعمیر کے سلسلہ میں زمین کھود رہے تھے۔ کہ انہوں نے زمین میں سونے کی مہروں کا ایک خزانہ دبا ہوا پایا۔ ہر مہر میں تیس روپے کی مالیت کا سونا تھا۔ یہ مہریں شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد حکومت کی یادگار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مکان تعمیر کرنے والوں نے یہ خزانہ آپس میں تقسیم کر لیا۔ مگر کسی طرح حکام کو علم ہو گیا۔ اور اس نے تمام سکے جن کی مالیت بیس ہزار روپیہ کے قریب ہے اپنے قبضہ میں کر لئے۔

واشنگٹن سے ۵ فروری کی اطلاع ہے کہ امریکن فیڈریشن کے بیان کے مطابق دسمبر ۱۹۳۳ء میں امریکہ میں ایک کروڑ ۸۲ لاکھ اشخاص بے روزگار تھے۔ جن میں سے چالیس لاکھ اشخاص کو حکومت نے عارضی طور پر کام پر لگا لیا ہے۔

کوہ قراقرم کی مہم پر نئی دہلی کی ایک اطلاع کے مطابق سویڈن کے مشہور ماہر ارضیات مارسل کرز نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا ہے بعض اور لوگ بھی ہمراہ ہونگے۔ یہ تحقیقاتی وفد ہے حکومت ہند اور دربار کشمیر سے اجازت مل چکی ہے۔ ماہ اپریل میں کشمیر کے راستہ اپنی مہم پر روانہ ہو جائے گا۔

کرکٹ کی برطانی ٹیم ایم۔ سی سی کے ساتھ ہندوستانی کھلاڑیوں کا تیسرا آزمائشی مقابلہ دس فروری سے ۱۳ فروری تک مدراس میں ہونا قرار پایا ہے۔

ڈپٹی کمشنر رہتک نے بلدیہ ججر میں ۶ فروری کی اطلاع کے مطابق ایک خاکروب بالا سنگھ کو بلدیہ کا رکن نامزد کیا ہے۔

وائسرائے کے زلزلہ فنڈ میں نئی دہلی سے ۱۰ فروری کی اطلاع کے مطابق اب تک ۱۴ لاکھ ۱۷ ہزار ۴۶۴ روپے جمع ہو چکے ہیں۔

سپین کی حکومت نے میڈرڈ کی ایک اطلاع کے مطابق سیاسی اور مذہبی

انسداد بے روزگاری کے مسئلہ پر ۶ فروری کو اسمبلی میں بحث و تمحیص ہوئی۔ مسٹر ایس سی مترا نے کہا کہ یہ مسئلہ اگرچہ صوبجاتی حکومتوں سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کا علاج مرکزی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ صوبجاتی حکومتیں تقریباً ہر سال خسارہ میں رہتی ہیں۔ مال گزاری کا بہت بڑا حصہ مرکزی حکومت کو ملتا ہے جو حقیقتاً صوبجاتی حکومتوں سے تعلق رکھتا ہے اس لئے امید کی جا سکتی ہے کہ حکومت اس بارہ میں صوبجاتی حکومتوں کو کافی مالی امداد دے گی۔ مسٹر رام کرشنا ریڈی نے کہا کہ چار کروڑ سے زیادہ ہندوستانی صرف ایک وقت کھانا کھا کر گذارہ کرتے ہیں مگر چونکہ ہندوستان کے بے روزگار امن پسند ہیں اس لئے حکومت بے پرواہ ہے۔ مسٹر عبدالمجید چوہدری نے کہا کہ برطانیہ کے مزدوروں کی اجرتوں میں ۵ فی صدی اور جاپان میں ۱۴ فی صدی تخفیف ہوئی ہے مگر ہندوستان کے مزدوروں میں ۲۵ فی صدی تخفیف ہو گئی ہے۔ مسٹر برج کشور نے کہا کہ حکومت جو امدادی انتظام کرے۔ اس میں زراعتی اور تعلیم یافتہ مزدوروں کو بھی شامل کرے۔ پنڈت سین نے کہا کہ حکومت کو زراعت پیشہ لوگوں کی جو آبادی کی ریڑھ کی ہڈی میں مدد کرنی چاہیئے۔ بالآخر بعض ترامیم کے بعد انسداد بے روزگاری کی قرارداد منظور ہو گئی۔

انڈین ٹیرف بورڈ کی رپورٹ نئی دہلی کی ایک اطلاع کے مطابق حکومت ہند نے شائع کر دی ہے۔ سوتی پارچات کی صنعت کے تحفظ کی صورت دس سال کے لئے خاص محصولات کی شکل میں پیش کی گئی ہے۔ بورڈ نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ہندوستان کے اکثر کارخانے کافی تحفظ کے بغیر اپنے سرمایہ پر کوئی بچت حاصل نہ کر سکیں گے رپورٹ میں لکھا ہے کہ اول درجہ کے کارخانوں میں صرف چند ایک ایسے ہیں۔ جن کو تحفظ کی ضرورت نہیں مگر دوسرے کارخانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ تحفظ کے زمانہ کے دوران میں ایسی ترقی کریں کہ وہ مدت معینہ کے خاتمہ پر اس تحفظ سے بے نیاز ہو جائیں۔ رپورٹ میں یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ تحفظ کا زمانہ پانچ سال ہونا چاہیئے۔ اس مدت کے آخر میں ایک اور تحقیقات عمل میں آئے گی۔ اور اس وقت صورت حالات کے معائنہ کے بعد مزید سفارشات کی جائیں گی۔

حکومت صوبجات متحدہ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ حکومت کی یہ حکمت عملی ہے کہ کسی ایسے تعلیمی ادارے میں جس کو سرکاری امداد ملتی ہو۔ کسی طالب علم کو اس بنا پر داخل کرنے سے انکار نہ کیا جائے۔ کہ وہ نیچ ذات سے تعلق رکھتا ہے سرکاری امداد حاصل کرنے والے تعلیمی اداروں کے منتظمین کو چاہیئے کہ وہ حکومت کی اس حکمت عملی کے مطابق عمل کریں

مدراس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اگرچہ کونسل میں متعدد تجاویز پیش ہوئیں۔ کہ میزانیہ کو متوازن کرنے کی غرض سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی جائے۔ مگر معلوم ہوا ہے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ ملازمین کے مشاہروں میں تخفیف نہیں کرے گی۔ برخلاف اس کے حکومت یہ تجویز کر رہی ہے کہ مصارف کی بعض مدات اڑا کر بجٹ کا توازن قائم کیا جائے۔

نئی دہلی سے ۹ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ جب مئی کے آغاز میں سر جارج سٹینلے شملہ میں لارڈ ولنگڈن سے وائسرائے شپ کا چارج لینگے تو سر محمد عثمان مدراس کے گورنر ہونگے۔ سر ہربرٹ ایمرسن کے چار ماہ کی رخصت پر جانے کے باعث ۱۵ فروری سے سر سکندر حیات خاں پنجاب کے گورنر ہونگے۔ بنگال میں موسم گرما کے شروع ہوتے ہی سر جان اینڈرسن رخصت پر چلے جائینگے۔ اور ان کی جگہ سر اے۔ کے غزنوی گورنر ہونگے۔

لنڈن سے ۸ فروری کی اطلاع ہے کہ نائب وزیر نو آبادیات نے دارالعوام میں بتایا۔ کہ اب تک اکتالیس ہزار یہودی فلسطین میں آباد ہو چکے ہیں۔

سکندر آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ حیدر آباد دکن شہر سے تھوڑے فاصلہ پر مضافات میں جامعہ عثمانیہ کی نئی عمارت کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ تمام سکیم کے اخراجات کا تخمینہ دو کروڑ روپیہ ہے۔

یمن و نجد کے متعلق لنڈن سے ۸ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ اب دونوں گورنمنٹوں نے معاہدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ بیس سال تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گی۔

سری نگر سے ۹ فروری کی اطلاع ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انتباہی حکم جاری کیا ہے کہ اگر فتنہ پردازوں نے سرگرمیوں کو بند نہ کیا۔ تو شہر ملٹری کے حوالے کر دیا جائیگا۔ مسجدوں۔ مندروں اور دہرم شالاؤں میں غیر مذہبی جلسے منعقد کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں شہر میں اس قسم کے سرخ پوسٹر چسپاں پائے گئے ہیں۔ جن میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔

مدناپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر برج کے قتل کے مقدمہ کا فیصلہ ۱۰ فروری کو سنا دیا گیا۔ تین ملزمان کو پھانسی اور چار کو عبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ چار کو بری کیا گیا۔ مگر قانون انسداد دہشت انگیزی کے ماتحت انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔

پشاور کے ایک ورنیکلر اخبار کا بیان ہے کہ افغانستان کے اہم مراکز کو جلدی ہی ریل کے ذریعہ ملا دیا جائے گا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ہرات کابل ریلوے کا ٹھیکہ غالباً ایک جرمن کمپنی کو دیا جائیگا۔

بمبئی سے ۱۰ فروری کی اطلاع ہے کہ برطانیہ کے طلائی معیار ترک کرنے کے بعد پچھلے اڑھائی سال سے اب تک ایک ارب ۸ کروڑ روپے کا سونا ہندوستان سے ممالک غیر کو جا چکا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی